سوانح عمری

مخدوم علاؤالدین صابرؒ

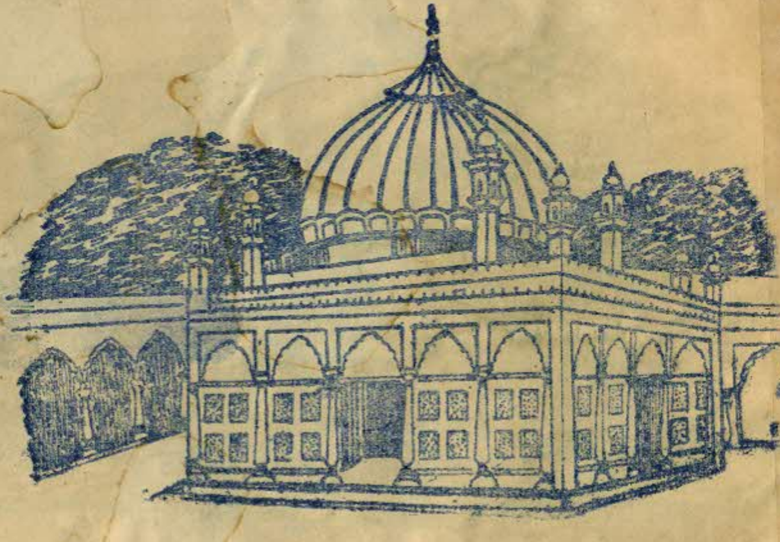
مطبوعہ

سہارنپور (انڈیا)

۱۹۷۷ء

حق حق حق بسم اللہ الرحمن الرحیم حق حق حق

سوانحعمری مخدوم علاؤالدین صابرؒ



مرتبہ

غریب شاہ صابری بانی مدرسہ گلزار فرید صابریہ پیران کلیر شریف ڈاکخانہ خاص ضلع سہارنپور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بہار جاودانی موجزن ہے حق پرستی میں ؛ نظر آتا ہے بے پردہ خدا کلیر کی بستی میں
ابوصالح محمد نام نامِ الستی میں ؛ لیا جو نام نامی جھوم اٹھا کیف مستی میں
میرے مخدوم شمع نور نور مصطفائی میں ؛ ازل سے عاشق نور خدا تھے کیف مستی میں
صف خاصانِ حق میں وہ دور کیف مستی میں ؛ خدا جانے کہ وہ جانے وہ کیا تھے راز ہستی میں
وہ محبوب خدا تھے مظہر نور خدا تھے وہ ؛ انھیں پر ناز ہے صبر و رضا کو راز ہستی میں
علی مولا علی مشکلکشا تھے فاتح خیبر ؛ ہوتے فاتح شہید کللعلی کلیر کلیر کی بستی میں
میرے طوقِ غلامی پر کیا تنقید زاہد نے ؛ یہ کافر کیوں چلا آیا مسلمانوں کی بستی میں
مجھے کافی وسیلہ ہے ابوصالح محمد کا ؛ گناہوں کی حقیقت کیا درِ فیضانِ چشتی میں

غریب شاہ صابری تجھ کو مبارک ہو در صابر
مبارک نسبتِ کامل گذاری مے پرستی میں

دکھا دے خواب میں یارب رُخ روشن محمد کا ؛ تصدق اے خدا حضرت ابوصالح محمدؐ کا
یہی زندگی گذرے میری عشقِ محمد میں ؛ میرے سر پر رہے سایہ ابوصالح محمدؐ کا
جو پوچھیں گے لحد میں کسکا بندہ ہے تو کہدونگا ؛ علاؤالدین صابر کا ابوصالح محمدؐ کا
شہیدوں کی کللی بابا کا صدقہ کر عطا یارب ؛ نہ چھوٹے ہاتھ سے دامن ابوصالح محمدؐ کا
مری مشکلیں آسان کر حضرت کی اُمّت کی ؛ خدا صدقہ محمد اور ابوصالح محمدؐ کا

ہرے گنبد کی اک جھلک میں نے کلیرؒ میں دیکھی ہے
گدا بن جاؤں میں یا ربّ ابوصالح محمدؐ کا

:- تاریخِ کلیر شریف :-

صابر یہ سلسلہ اک جام ہے ؛ نام صابر اسم اعظم نام ہے
احمد صابر نسبت دار نبی ؛ زینت سجادہ مولا علی
لافتح الا کی تیغ آبدار ؛ گنج شکر کے خلیفہ نامدار
دیدۂ بینا جسے بخشے الٰہ ؛ وہ علی احمد کا دیکھے عز و جاہ
حضرت مخدوم شان لا الٰہ ؛ پردۂ عظمت پہ رکھتے ہیں نگاہ
وہ فریدالدین کے سرو چمن ؛ گنج شکر کے چمن کے یاسمن
حضرت صابر ہیں سر ذات ہو ؛ حضرت صابر ہیں خود آیات ہو

جو ہوا مخدوم صابر کا غلام
دست گیر اسکے ہوتے بارہ امام

؛

سلام اے حضرت مخدوم صابر اسلام ؛ اسلام اے والئے کلیر شہ عالی مقام
صد سلام اے چشتیانوں صد صلوٰۃ اے عاشقا ؛ روز و شب باد ابر روح پاک تو ہر دم مدام
ما گدایانِ درت پائے رحمت آمدے ؛ رہبر رحمت لطف فرما جو دگن بر خاص عام
بر تمی ناز دردہ عالم گشتنی ؛ مائیہ ناز جناب سید خیر الانام

تا بہ کے اعجاز گدید شرح حال اشتیاق
ہر چہ دارد ہست بے پایاں محمد لا کلام

مشہد ائے پیرانِ کلیر شریف قدیم تاریخ کلیر شریف

ملک ہندوستان میں بے شمار غزوے ہوئے ہیں جن میں ایک مقام کلیر کے غزوہ میں غازیانِ اسلام کا شریک ہونا اور شہداؤں کو بھی مقدم مانا جاتا مقام کلیر شریف ڈاک خانہ خاص ضلع سہارنپور یوپی۔ میں بے شمار شہدائے حق اولیاء اکرام صوفیائے عظام بزرگان دین مدفون ہیں۔

جنکی کثرت تعداد کی وجہ سے اس مقام کو پیرانِ کلیر بھی کہتے ہیں۔

غزوات اور فتوحات کی برکت سے پورے ملک ہندوستان میں اسلام روشن ہو چکا تھا۔ بعد شہادت سلطان سید مسعود غازی اجمیری غزنوی فی نوری فاتح ہند رحمۃ اللہ علیہ کے ایک صدی تک پھر کسی سلطان ملک ہندوستان پر غزوہ نہیں کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا، چند سال بعد مسلمانوں پر ظلم ڈھائے جانے لگے، ہندوستان کے دورِ حکومت

راجپوتوں کے زمانہ میں جب سکھوں اور برہمنوں کا زور ہوا تو وہ لوگ اکثر دیہاتوں میں دورہ کیا کرتے اہل اسلام میں سے جس کسی کو پاتے شہید کر ڈالتے تھے اور مال وزر لوٹ لیتے تھے، بعض مسلمان ان کے خوف سے گاؤں خالی کر کے کسی محفوظ جگہ پناہ گزیں ہو جاتے۔ تو وہ لوگ انکے مکان و مال و اسباب پر قبضہ کر لیتے یا جلا ڈالتے تھے، اس طرح ستائے جانے لگے جب حد نے زور پکڑا تو راجاؤں نے بھی ظلم ڈھائے، کم و بیش پورے ملک میں مسلمان آباد تھے بعد فتح دہلی کے سلطان صاحب نے رشد و ہدایت کے لئے خواجہ شاہ میر جمال الدین انور کنیت سید امیر بابا یزید جعفر صاحب غازی جو اسلامی لشکر کے سرداروں میں تھے آپ کو اپنا نائب مقرر فرما کر خود قنوج تشریف لے گئے تھے، یہ بزرگ خلق محمدی کا سچا نمونہ تھے آلِ رسول تھے۔ علم فضل میں کمال حاصل تھا جو اسلامی حیات کے لئے ہر دم کمر بستہ اور سرگرم رہتے تھے، اہل اسلام کو رشد و ہدایت فرماتے اپنی ذات سے چشمۂ اسلامی کا فیض جاری تھا مخلوق الٰہی پر نہایت شفقت اور مہربانی سے پیش آتے تھے، تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ آپ اکثر دن کو روزے سے رہتے، اور رات کو ہمیشہ یاد الٰہی میں گذارتے تھے، یہاں آپ نے شادی کر لی۔ جن سے دو صاحبزادے پیدا ہوئے اور ایک صاحبزادی بی نوری حقیقی پیدا ہوئیں تھیں، کہ چند روز بعد معصومہ سیدہ بی بی گوہر فاطمہ نے بی نوری کی والدہ مکرمہ نے چند روز سخت بیمار رہ کر اس دنیائے فانی سے کوچ فرمایا، جب کفر و شرک نے زور پکڑا کیونکہ ہر اک راجہ اور اہل ہنود کے دل و دماغ میں انتقامی جوش تھا، تو دہلی میں بھی

مسلمانوں کی زندگی تنگ ہوگئی تھی، بہتوں کو شہید کر دیا گیا، بعضوں نے ایک ایک کر کے سفر اختیار کیا، جنکو جہاں موقع ملا سکونت اختیار کر لی۔

جب خواجہ شاہ سید جمال الدین النوری غازی رحمۃ اللہ علیہ کا دہلی میں رہنا دشوار کر دیا تو آپ نے بھی مجبور ہو کر تخت و تاج چھوڑ کر فقیری اختیار کر لی اور سفر اختیار فرمایا اور کلیر کی حدود میں آ کر کسی چھوٹی بستی میں آباد ہو گئے تھے، بعض مورخین کا بیان ہے سیدہ بی بی گوہر فاطمہ فی نوری آپ کے والدین اس بستی میں آباد ہونے کے چند سال بعد پیدا ہوئیں، یہ صحیح معلوم ہوتا ہے واللہ اعلم،

بہرحال معصوم سیدہ نے والدہ کے انتقال کے بعد والد بزرگوار اور بھائیوں کی گود میں پرورش پائی خواجہ سید صاحب رات دن اکثر یادالٰہی میں گذارتے ولی کامل فقیہ تھے، فیض کا یہ عالم تھا کہ کوئی کسی قسم کا بیمار کیوں نہ ہو اگر آپ کے پاس آتے تو آپ ان کے حق میں دعا فرماتے خدائی قدرت آپ کی دعا میں یہ اثر تھا کہ مریض شفایاب ہوتے علاوہ اور جو کوئی حاجت مند آتا آپ کی دعا سے کامیابی حاصل کرتا تھا، کوئی محروم نہیں جاتا، بستی والے قرب و جوار کے بستی والے ایسے مرعوب ہوئے کہ وہ لوگ خواجہ سید صاحب کو بزرگ دادا کہنے لگے اور اپنا سردار ماننے لگے، اس طرح دور دراز آپ کی شہرت ہوگئی تھی، اس دور میں راجہ کرن کی راجدھانی کلیر تھی، جو شہر کلیر تقریباً ۳۰ میل آباد تھا چاروں طرف شہر پناہ دیواریں تھیں جسکو زمانہ کرن سے ہزار سال پہلے راجہ کرم پال نے آباد کیا تھا، اس میں ایک بتخانہ بنوایا، جس میں سونے چاندی کے تین ہزار بت جواہرات سے مرصع، اور پتھر کے ایک ہزار بت تھے اس وقت اس شہر کا نام، حسن دوار اگڑھی یگ بے تھا ۲۹۸ گرھی میں راجہ بکرم پال عرف راجہ بالی پال فرزند راجہ کرم پال مذکور نے اپنے زمانہ حکومت میں بتخانہ مذکور کو زیادہ ترقی دی، اور بتوں پر لاکھوں کروڑوں کے جواہرات جڑوائے، روزانہ سات ہزار مہینت اور ایک لاکھ پچھتر ہزار برہمنوں کے ہمراہ پوجا کیلئے جایا کرتا تھا کہ انہیں ایام میں گو کلپچند نامی مہینت کو بت خانہ مذکور کا گدی نشین مقرر کر کے پانچ ہزار فوجی جوان لیکر اس کی حفاظت کے لئے مقرر کئے ۹۱۲ھ سمتی راجہ مادھو سینی نے گوکلپچند مہینت کو قتل کر کے بت خانہ پر قبضہ کر لیا، اپنے برادر زادہ جودھا سینی کو بتخانہ کا گدی نشین کر کے اس شہر کا نام بدل کر "کوکٹ ہردووار دیوت" رکھ لیا۔ بت خانہ میں بہت سی عمارتیں بنوا کر اس کو ترقی دی۔ اس وقت یہ شہر پچاس کوس میں پھیلا ہوا تھا۔ بلکہ گومتی گنگا کے کنارے تک آبادی پھیلی ہوئی تھی،

۵۸۱ سمتی میں راجہ ملکھی پتر راجہ گوپال رئیس دہلی نے اپنی عہد حکومت میں اس شہر کو خوب لوٹا اور بت خانہ کو کچھ ترقی نہ دی، ہمشیر زادہ کنور چند پال کو اس کا گدی نشین کر کے شہر کا نام "کڑ کا دیوت ہردوار" رکھا، اس وقت اس کی آبادی چودہ کوس ہو کر رہ گئی، ۵۰۱ سمتی سے ۱۱۰۶ سمتی تک کے حالات ہندی مؤرخ نے جس کا حوالہ کتاب صاحب ظہور صابری میں دیا ہے لکھا ہے ۱۱۰۶ سمتی مطابق

۵۰۶ھ راجہ کھر پال ولد گنگو نے اپنے عہد حکومت میں اپنے چچازاد بھائی کلیان پال کو بت خانہ کا گدّی نشین کیا، کلیان پال نے از سرِ نو اس شہر کو رونق دی سورج پرست پہاڑی کے لوگوں کو بلا کر آباد کیا بت خانہ کے بتوں کو جو سونے چاندی سے مرصع تھے خزانہ میں داخل کر لیا صرف اس میں پتھروں کے بت اور کچھ متعدد سونے چاندی کے بت پُوجا کیلئے چھوڑ دیئے، اس شہر کا نام اپنے نام سے "کلیان کوٹ" رکھا پھر کچھ عرصہ کے بعد کلیر کے نام سے منسوب ہوگیا،

جب خواجہ سید الشہدار امام ابوصالح محمد صاحبؒ نے یہ قلعہ فتح کیا تو اس کا نام کلیر شریف ہو گیا، شہر کے فتح ہونے کا حال ۱۲۱۲۲ سمتی ۱۲۵۰ء مطابق ۶۰۴ھ میں لکھتے ہیں،

سرکار امام پاک رحمتہ اللہ علیہ کے ۲۶۴ سال بعد خواجہ مخدوم پاک علاء الدین علی احمد صابری رضی اللہ عنہ کلیر شریف تشریف لائے راجہ گنگو کی عہد حکومت کے ۹۸ سال بعد خواجہ حضرت سید امام پاک صاحب کی آمد ہے،

عالیجناب سید حضرت مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا

اسمِ گرامی

ابھی آپ مادرِ شکم میں ہی تھے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی والدہ ماجدہ سے خواب میں فرمایا۔ جو بچہ تمہارے شکم میں ہے جب یہ پیدا ہو تو اس کا نام احمدؒ رکھنا اس کے کچھ عرصہ بعد حضرت امیر مولا علی کرم اللہ وجہ نے آپکی والدہ کو بشارت دی کہ اس بچہ کا نام علی رکھنا۔ اس طرح علی احمدؒ نام رکھا گیا۔ ولادت کے چند روز بعد حضرت خضر علیہ السلام فقیرانہ صورت میں تشریف لائے، اور آپ کی والدہ سے فرمایا۔ اس بچہ کا نام علاؤ الدین ہو گا، اس طرح علاؤ الدین علی احمدؒ ہو گئے، صاحب سیرۃ الاقطاب لکھتے ہیں کہ نقش مخدوم، از جناب باری است اب آپ مخدوم علاؤ الدین علی احمدؒ ہو گئے، صابر آپ کا لقب ہے کہ بارہ سال لنگر تقسیم کیا اور خود کچھ نہیں کھایا، یوں حضور کا نام نامی مخدوم علاؤ الدین علی احمدؒ صابر صاحب رحمتہ اللہ علیہ ہوا،

آپ کا سِلسلۂ نسَب

عالیجناب حضرت سید مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب رحمۃ اللہ علیہ بن سید عبد الرحیم عبد السلام بن سید سیف الدین عبد الوہاب بن سید حضرت غوث الاعظم قطب عالم پیران پیر سید عبد القادر جیلانی بن سید ابی صالح بن سید عبد اللہ الجبلی بن سید یحییٰ بن زاہد بن سید محمد بن سید داؤد بن سید موسیٰ بن ثانی ابن سید موسیٰ الجون بن سید عبد اللہ محض بن سید حسن مثنیٰ بن سید حضرت امام حسن بن حضرت امیر المومنین المتقین اسد اللہ الغالب ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، آپ حضرت پیران پیر دستگیر سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پرپوتے ہیں، آپ کی والدہ ماجدہ حضرت باجرہ بلقب جمیلہ خاتون فرید الملت والدین حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی حقیقی ہمشیرہ تھیں۔

آپ کی ولادت کی پیشین گوئی

حضرت سیدنا امام جعفر صادق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کشف الغیوب اپنی تصنیف میں تحریر فرماتے ہیں کہ شب جمعہ ۱۱ ماہ رجب ۱۲۰ھ کو میں تلاوت درود شریف میں مشغول تھے، اور نصف شب گذر چکی تھی کہ خلاف عادت

غلبہ نیند کا طاری ہوا، ہر چند چاہا کہ تلاوت کو جاری رکھا رکھوں مگر رکھ نہ سکا لاچار ہو کر کیفیت باطن کی طرف متوجہ ہوا، اس وقت باطن سے الہام ہوا کہ تلاوت درود کو بند کر دو اور عالم رویا کی طرف متوجہ ہو جاؤ، انکشاف اسرار عجیبہ کا ہونے والا ہے، اس کیفیت میں عالم ملکوت ظاہر ہوا اور بہت جلد ایک خاص جگہ پر پہنچا۔ ایک باغ دیکھا کہ لمعات انوار سے جگمگا رہا ہے اور بہار وہاں کی نخ کو تازگی بخش رہی ہے ملائکہ کی صفیں اپنے اپنے محل پر تسبیح و تحمید میں مشغول ہیں خاصان خدا کی ارواح موجود ہیں یہ حال دیکھ کر میں نے ایک جگہ تامل کیا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور فرمایا حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے منتظر ہیں۔ اور وہاں پر یہاں سے زیادہ عجائبات کا مشاہدہ ہوگا۔ چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ مجھے اپنے ہمراہ لے گئے، دیکھا کہ ایک عرفی کا خیمہ ایستادہ ہے اور اس میں ایک تخت بچھا ہوا ہے اس تخت پر حضرت سرور کائنات فخر موجودات احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور گیارہ حضرات اہل بیت عظام و صحابہ کرام بھی حاضر ہیں، مجھ کو دیکھ کر حضور نے فرمایا کہ "اے فرزند چند یوم کے بعد تو بھی ہمارے پاس آجائے گا، مگر معائنہ اور مشاہدہ اس عالم کا عالم ناسوت میں قلم بند کر کے آنا چاہیئے، میں یہ سن کر آداب بجا لایا اور قصد اُٹھنے کا کیا حضور نے مجھے اپنے سامنے تخت پر بٹھا لیا

تھوڑے عرصے میں دیکھا کہ محفل چاروں طرف بیٹھی ہوئی ہے اور دو ارواح مقدسہ آگے پیچھے قریب تخت مبارک کے پہنچیں، جو روح اطہر کے آگے تھی اس میں لون سفید مثل الماس کے منور تھا اور دوسری روح اقدس جو پیچھے تھی اس میں لون سرخ مثل یاقوت کے رخشان تھا، پہلی روح کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ کلمات فرماتے ہوئے داہنے زانو پر اور دوسری روح کو دوسرے کلمات سے یاد فرما کر بائیں زانو پر بٹھا لیا اور حضرت سیدنا امام حسن وحسین علیہ السلام کی جانب خطاب کر کے فرمایا، قرۃ العین جس وقت ہم سب نے تمہارے محضر نامے پر شہادت بخوشی دی اور مہر لگا دی تھی۔ اسوقت مجھے جبریل امین نے خوش خبری سنائی تھی کہ ان شہیدوں کی اولاد میں دو ارواح ساتھ شان جمال وجلال کے پیدا کی جائے گی۔ جن کے باعث تا قیام عالم مستحکمی اسلام کی رہے گی وہ دونوں ارواح مقدسہ یہی ہیں جو روح سیدھے زانوں پر بیٹھی ہے صاحب مقام فنافی الرسول کی ہے اور یہ مرتبہ نبوت کہلاتا ہے بنوت شان رحم کی ہے نام اس کا عالم ناسوت میں غوث پاک قطب عالم محی الدین ہوگا۔ اس روح کو میرے جسم سے مناسبت ہے اس سے ارشاد عظیم ظہور میں آئے گا اور یہ روح جو بائیں زانوں پر بیٹھی ہے اس کا ظہور غوث پاک قطب عالم کے بعد ہوگا۔ نام اس کا علی احمد صابر ہوگا۔ اس کو مرتبہ ولایت کا اتم حاصل ہوگا کہ ولایت شان قہر کی ہے اس سے تخریب منکران اور حاسدان کی ہوگی یہ فرمایا کہ آنحضرت صلی

صلی اللہ علیہ وسلم تخت سے نیچے تشریف لائے اور مجھے نیند سے افاقہ ہو۔ صلی اللہ علیہ وسلم،

پیشین گوئی

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکتوب نطاب شہاب العرفین حضرت عمر فاروق مکتوب مجاہد الوحدت حضرت عثمان بن عفان جامع القرآن نے مکتوب نطاب کلیات الحیات حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہ نے مکتوب نطاب قوی القدرت حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے مکتوب طول المعظم اور حضرت عبدالعزیز صاحب مکّی نے مکتوب نطاب قوی القریب میں تحریر فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھ کو تحقیق ہے کہ جب خالق ارواح نے علم ازل روحوں کی چار چار صف قائم کر کے اول صف میں انبیاء علیہ السلام اور دوم صف میں اولیاء اور سوم صف میں تابعین اور تبع تابعین اور چہارم صف میں عوام الناس کی روحوں کو کھڑا کیا اور حکم فَاسْجُدُوا کا دیا تو روح غوث پاک نے صف اولیا سے بڑھ کر میرے کف پا پر سجدہ کیا تھا کہ جبرئیل امین نے اس کو پیروں سے اٹھا کر اس کی جگہ صف اولیاء میں پہونچا دیا، وہاں پہ

اس لئے یعنی غوث پاک کی روح نے میرے کف پا کے تصور پر سجدہ کیا اور اس طرح تینوں مرتبہ یہی معاملہ ہوا۔ مگر یہ راز سوائے عارفانِ باللہ کی اور کی سمجھ میں نہیں آسکتا اور روح مخدوم علی احمدؒ صابر نے صفِ اولیاء میں سے بڑھ کر حضرت اسمٰعیل کے پاس سجدہ کرنا چاہا تھا کہ جبرئیل امین نے اس کو پروں پر اُٹھا کر اس جگہ صفِ اولیا میں پہنچا دیا۔ دوسری مرتبہ صفِ اولیا میں سے بڑھ کر پاس حضرت یوسف پیغمبر کے سجدہ کرنا چاہا تھا کہ جبرئیل امین نے پروں سے اٹھا کر اس کی جگہ پہنچا دیا تھا، اس طرح تین مرتبہ یہی ہوا غوث پاک قطب عالم کو مہر مصطفوی قریب پیشانی کے کہ محل لطیفہ مصطفویِ مقام نبوت یعنی فنا فی الرسول کا ہے عطا ہوئی کہ وہ لطیفہ اوّل غوث پاک قطب عالم کو روشن ہوگا اور مخدوم علی احمدؒ صابرؒ کو مہرِ ولایت کی پس پشت نیچے سیدھے شانہ کی جگہ کے اوپر کہ محل لطیفہ روح مقام ولایت مرتبہ فنا فی اللہ کا ہے مرحمت ہوئی تھی کہ وہ لطیفہ اول مخدوم علی احمد صابر مخدوم علی احمد صابر کو منور ہوگا۔ حضرت عمر فاروق نے التماس کیا یا رسول اللہ ان دو ارواحِ مقدسہ کا ظہور کونسے زمانہ میں ہوگا۔ اور ان کی کیفیت کیا ہوگی۔ حضور نے فرمایا یہ دونوں اولاد علی مرتضیٰ میں حسینی اور حسنی ہوں گے۔ اور ان جیسا کوئی مجاہد نہ ہوگا اور ظہور غوث پاک کا زمانہ ۴۷۱ھ میں ہوگا اور شان رحم قہر کی برابر ہوگی اور ظہور علی احمدؒ صابر کا ۵۲۹ھ میں ہوگا اور شانِ قہر رحم سے

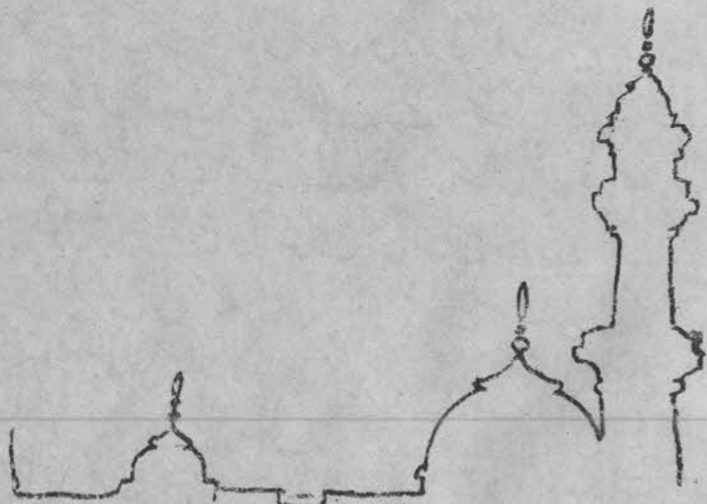
زیادہ ہوگی اور یہ دونوں جس کو چاہیں گے اوّل ہی مرتبہ میں وحدیت سے آشنا کرا کے بار دوم حضرت وحدیت سے مستفیض کرا کے بار سوم حضرت وحدیت سے عرفہ میں محویت تامہ حاصل کرائیں گے، اور انہیں تینوں مقامات میں طالب کو ثرالی اللہ اور فی اللہ اور من اللہ اور مع اللہ کا سیاح کر کے ہر چہار قلب یعنی سیر اور ضوی اور ابرت اور مدرکا منور کرائیں گے۔ اور ہر ایک شیخ وقت اپنے اپنے زمانہ میں پابند اس امر کا ہوگا کہ جب تک طالب کی گردن پر قدم غوث پاک قطب عالم کا اور مہر مخدوم علاؤالدین علی احمدؒ صابر کی خلافت نامۂ ولایت پر عالم جبروت میں معائنہ اور مشاہدہ نہیں کریگی کسی طالب صاحب مجاز مرفوع الاجازت اور اولوالعزم والمرتبہ شہنشاہ ولایت کو خلافت نامۂ امامت کا عطا نہیں کیا کرے گا اور طالب خلافت نامہ امامت کا پائے ہوئے کہ جب فنا فی الرسول کا تمام وکمال پہونچ گا۔ خود بھی قدم غوث پاک قطب عالم کا گردن پر اور مہر مخدوم علی احمدؒ صابر کی خلافت نامہ امامت پر عالم کی جبروت میں معائنہ اور مشاہدہ کرے گا اور شیخ وقت ہر زمانہ کا بدون معائنہ اور مشاہدہ ان دونوں امر کے دیگر چند قسم کی خلافتوں میں اپنے سلسلے میں صاحب مجاز کرنے کا مختار ہوگا۔

٭

حضور کی ولادت باسعادت

آپ ۱۹؍ ربیع الاول ۵۹۲ھ بروز جمعرات بوقت تہجد اس عالم فانی میں بمقام شہر ہرات تشریف لائے۔ مسماۃ بصری دایہ نے دیکھا کہ آپ کا سر مبارک جانب کعبہ تھا۔ دایہ نے بغیر وضو کے آپ کے جسم مبارک کو ہاتھ لگا دیا۔ فوراً اس کے ہاتھ میں اور بدن میں ایک شورش پیدا ہو گئی والدہ حضرت مخدوم نے فرمایا دایہ تجھے معلوم ہونا چاہئے کہ یہ بچہ اولاد حضرت قطب ربانی سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے ہے فوراً وضو کر اور توبہ استغفار کر کے بدن مبارک کو ہاتھ لگا دایہ نے حکم کی تعمیل کی فوراً جلن اور شورش دایہ کے بدن سے جاتی رہی۔ دایہ نے اس کے بعد حضرت مخدوم علی احمدؒ صابر کو غسل دے کر کفنی و پارچہ متبرکہ حضرت جد امجد مخدوم سے پہنائی اور گود میں لٹا لیا۔ حضرت نے گود میں پڑے ہوئے مکان کی چھت کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا تو اس مکان کی چھت اڑ کر دوسرے پاس کے مکان پر جا پڑی اور آسمان صاف نظر آنے لگا اور ابر کے ٹکڑے برنگ سرخ مثل یاقوت لمعان کے آسمان سے آتے اور جسم مقدس مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کو ہم آغوش کر کے آسمان کی طرف

لے جاتے تھے اور ان ابر کے ٹکڑوں میں سے روشنی اور خوشبو نہایت لطیف سارے مکان میں پھیل گئی اور تھوڑی دیر میں وہ خوشبو تمام شہر میں پھیل گئی۔ حضرت محمدؒ ابوالقاسم گرگانیؒ اس زمانے کے مشہور بزرگ تشریف لائے اور فرمایا دیکھو آسمان پر کیا تجلی ہو رہی ہے۔ میں نے بھی حضرت مخدوم پاک کے تولد ہونے کی خبر ان کو دی اور ابر کے ٹکڑوں کی کیفیات بیان کیں۔ انوار کی یہ کیفیات صبح تک رہی اور وقت طلوع آفتاب حضرت رجال الغیب اور ابدال نقبا اور نجبا اور ضیار اغیاث آتے رہے اور حضرت مخدوم علی احمدؒ صابر کے دست و پا کو بوسہ دیکر شرفیاب ہوئے تھے اور آپ کی پیشانی مبارک کو چومتے تھے۔



آپ کا بچپن

یوم ولادت ہی سے آپ کے چہرہ مُبارک پر صبر و قناعت کے آثار نمایاں تھے آپ نے صرف چھ ماہ اور نو روز شیر مادر نوش فرمایا۔ ایک سال تک ایک دن دودھ پیتے اور دوسرے دن روزہ رکھتے۔ جب آپ نے دوسرے سال میں قدم رکھا تو دو روز روزہ رکھتے اور تیسرے روز دودھ پیتے۔ جب تیسرے سال میں قدم رکھا تو دودھ پینا قطعی ترک کر دیا۔ چنے یا جَو کی روٹی بقدر قوت لایموت کھالیا کرتے۔ چوتھے سال آپ کی زبان مبارک کھلی تو سب سے پہلے جو جناب کی زبان سے کلمہ نکلا۔ وہ لاالٰہ الاّ اللہ تھا (اللہ کے سوا کچھ موجود نہیں) جب آپ کی عمر پانچ سال کی ہوئی۔ آپ یتیم ہو گئے آپ کے پدر محترم کا سایۂ حاظفت آپ کے سر سے اُٹھ گیا۔ ایک سال تک بالکل خاموش رہے، جب آپ نے ساتویں سال میں قدم رکھا تو چوتھے اور پانچویں روز قدرے نان خشک کھا لیتے۔ آپ رات کو بہت سوتے تھے۔ سات سال کی عمر میں تہجد پڑھنا شروع کر دیا اور نماز تہجد کبھی قضا نہ ہوئی۔ ہمہ وقت ذکر الٰہی میں مشغول رہتے اور ایک منٹ بھی غافل نہیں ہوتے تھے۔ اگر کبھی آپ کسی اہل باطن اور روشن ضمیر سے کوئی کلام عشق الٰہی کا سنتے تو آپ پر فوراً وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ چارپائی پر لیٹنا یا بیٹھنا بالکل چھوڑ دیا تھا۔ آپ کی والدہ اکثر آپ سے فرماتیں

بھیں۔ بیٹا تمہاری عمر ابھی اس قابل نہیں کہ اس قدر مجاہدات اور مشقت کرو آپ جواب میں فرما دیتے تھے اے مادر مشفقہ کیا کروں دل نہیں مانتا تمنا اور آرزو یہی ہے کہ راہِ حق میں خود کو فنا کر دوں۔ آپ کے بچے کو اس عبادت اور اطاعت میں سکون ملتا ہے اور لطف آتا ہے چونکہ آپ زمین پر لیٹتے تھے۔ لہٰذا اگر آپ کی والدہ بقضائے محبت آپ کے ساتھ زمین پر لیٹنے کا قصد فرماتیں تو آپ اپنی والدہ سے نہایت عجز و انکساری سے فرماتے آپ یہ تکلیف نیچے لیٹنے کی خدارا گوارا نہ فرمائیں۔ آپ کا طرز تکلم اتنا موثر ہوتا تھا کہ آپ کی والدہ کو اپنے صغیر سن بچہ کا کہنا ماننا پڑتا تھا۔

بچپن ہی سے آپ سے خوارق عجیبہ کا ظہور ہونے لگا تھا آپ کے والد فرماتے ہیں کہ ساتویں ربیع الاول سنہ ۵۹۴ھ کو میں صبح صادق کے وقت مراقبہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک سانپ میرے اوپر گر پڑا۔ میں نے مراقبہ سے آنکھ کھول کر دیکھا کہ سانپ کے دو ٹکڑے ہوئے پڑے ہیں۔ ایک ٹکڑا اس میں سے میرے اوپر آیا اور دوسرا ٹکڑا زمین پر پڑا ہوا ہے اور حضرت مخدوم پاک اس کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے والدہ حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحبؒ کو جگایا اور یہ واقعہ دکھایا۔ انہوں نے کہا کہ میں ابھی خواب دیکھ رہی تھی کہ حضرت صابر صاحب مجھ سے فرما رہے ہیں کہ آج سے کوئی سانپ میرے خاندان کے کسی فرد کو نہیں کاٹے گا۔ اور نہ سانپ کا زہر کسی پر موثر ہو گا میں نے آج سانپوں کے بادشاہ کو مار ڈالا ہے اور تمام سانپ روئے زمین کے مجھ سے عہد کر گئے ہیں کہ ہم آپ کے خاندان میں سے کسی کو نہ ستائیں گے۔ اسی طرح چند خوارق عجیبہ روزانہ حضرت کی ذات گرامی سے ظہور پذیر ہو جایا کرتے تھے۔

آپکے والد کے وصال کے بعد آپکی کیفیت

والد ماجد کے وصال کے بعد ایک سال تک آپ خاموش رہے کسی سے کلام نہیں کیا۔ اس درمیان میں اگر کوئی شخص آپ کے پاس آیا تھا اور آپ کو بوسہ دیتا تھا تو فوراً اس پر وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ بعض دس منٹ میں بعض کو بیس منٹ میں بعض کو ایک پہر میں ہوش آتا تھا والد ماجد کے وصال کے بعد آپ کی والدہ کی زندگی نہایت عسرت سے بسر ہونے لگی۔ مگر وہ اپنی غربت کا اظہار کسی سے نہیں فرماتی تھیں نہ کسی کے سامنے دست سوال دراز کرتی تھیں۔ چوتھے پانچویں روز کچھ نان جویں میسر آجاتا تھا تو آپ نوش فرما لیتی تھیں اور حضرت صابر صاحب آٹھ پہر میں ایک مرتبہ بعد نماز مغرب تھوڑا سا پانی پی لیا کرتے تھے بالشرط میسر آنے کے کچھ نان جویں بقدر قوت لایموت کھا لیتے تھے۔ ایک روز کا واقعہ ہے کہ والدہ حضرت صابر صاحبؒ نے ایک بزرگ محمد ابوالقاسم گرگامی کو طلب فرمایا اور چاول نہایت لذیذ اور خوشبودار ان کے سامنے پیش کئے اور فرمایا کہ باعث عسرت مجھ پر ایک ایک دو دو روز کا فاقہ بھی ہو جاتا ہے۔ آج صبح کے وقت مجھ سے علاؤالدین علی احمد صابر صاحبؒ نے کہا کہ مجھے بھوک سخت لگی ہوئی ہے کچھ کھانا کھلا دیجئے۔ چونکہ گھر میں کچھ موجود نہ تھا میں نے حیلہ حوالہ کیا اور کھانا میسر آنے کی ہر ترکیب کی۔ مگر کوئی ترکیب کارگر نہ ہوئی نہ کچھ کھانے کو میسر آیا۔ حضرت علاؤالدین علی احمد صابر صاحبؒ نماز ظہر کے بعد میرے پاس آئے اور کھانا طلب کیا میں نے ان کے اطمینان کے لئے ایک دیگچی میں پانی بھر کر چولھے پر رکھ دیا اور کہا کہ جب کھانا پک جائے گا دونگی کھانا پک رہا ہے جب آپ کھانا طلب کرتے تھے میں یہی کہہ دیتی تھی کہ دیگچی چولھے پر رکھی ہے ابھی پکا نہیں۔ حضرت نے بعد نماز مغرب مجھ سے کہا اگر کھانا ہے تو کچا تو کچا ہی کھلا دو۔ اور حضرت خود اس دیگچی کے پاس جا کر کہنے لگے چاول تو پک گئے۔ جب میں نے یہ سنا تو دیگچی کے پاس جا کر دیکھا کہ اس میں چاول پکے ہوئے رکھے ہیں۔ حالانکہ میں نے صرف پانی اس دیگچی میں رکھا تھا اور یہی وہ چاول ہیں جو آپ کو پیش کئے ہیں۔ حضرت محمد ابوالقاسم گرگامی بہت خوش ہوئے خود بھی چاول کو نوش کیا اور دوسرے فقراء کو بھی کھلایا
(سبحان اللہ)

تقسیم لنگر کا اہتمام

۲۶ ماہ شوال ۶۰۳ھ کو بعد نماز اشراق حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحبؒ نے لنگر تقسیم کیا آپ کا یہ معمول رہا کہ نماز اشراق پڑھ کر لنگر تقسیم کیا کرتے تھے اور تقسیم کرنے کے بعد اپنے حجرے میں تشریف لے جاتے اور حجرہ کا دروازہ بند کر کے تنہا رہتے تھے شام کو بعد نماز مغرب لنگر تقسیم کرتے اور تقسیم کرنے کے بعد حجرے میں چلے جاتے اور دروازہ بند کر کے تنہا رہتے۔ روز تقسیم لنگر سے کسی نے حضرت کو تقسیم کے وقت کھاتے پیتے نہیں دیکھا۔

حضرت باباصاحب فرماتے ہیں کہ ۱۱ ذیقعدہ سنہ ۶۰۳ھ کو بذریعہ
کشف مجھے معلوم ہوا کہ حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحبؒ اپنے حجرہ
میں رو رہے ہیں۔ جب آپ حجرے سے لنگر تقسیم کرنے کے لیئے باہر
آئے اور لنگر تقسیم کر چکے۔ میں نے پوچھا کیوں رو رہے تھے تو علی احمد
صاحب نے کہا کہ سلوک مجھ سے علیحدہ کر دیا گیا اور مجھے خداوند عالم نے
دنیا سے علیحدہ کر دیا کوئی مجھ سے بندگانِ خدا میں سے سوائے اولیاء اللہ
اور رجال الغیب میرے پاس نہیں آ سکتا اور ارشاد تمام عالم میں کشادہ
نہ ہوگا۔ اور سلوک کا مرتبہ غلبۂ جذب سے کم حاصل ہوگا۔ بلکہ غلبۂ
کیفیت جذب کا ابھی سے شروع ہو گیا۔ خدا اپنا فضل کرے۔ نہیں یہ
جذبہ کیا رنگ لائے مگر مرضیٔ مولا میں کچھ چارہ نہیں۔ راضی بہ رضا
ہوں۔ یہ سن کر میں مخدوم علی احمد صابر صاحبؒ کے پاس سے چلا آیا
اور اپنے حجرے کا دروازہ بند کر لیا۔

باباصاحب کے صاحبزادوں کی وفات

باباصاحب قدس سرہٗ اپنی کتاب میں تحریر فرماتے ہیں کہ تاریخ
۷ محرم الحرام سنہ ۶۶۱ھ بروز بوقت زوال شنبہ میرا فرزند نعیم الدین بعمر تین
سال مخدوم پاک کے حجرے کے قریب روزن دروازہ سے جھانکنے لگا
مگر مخدوم پاک کے جذبے کی تاب نہ لا سکا اسی وقت بے ہوش ہو کر گرا

اور روح قبض ہو گئی۔ بتاریخ یکم صفر سنہ ۶۶۱ھ بروز جمعہ میرا دوسرا لڑکا فرید
بخش بعمر ایک سال نے اتفاقاً مخدوم پاک کے حجرے کے قریب آکر آپ کی
طرف منہ کر کے پیشاب کر دیا مسامات سے خون جاری ہو گیا اور وہ بھی
داخل جنان ہوئے پھر تاریخ ۱۲ صفر سنہ ۶۶۱ھ کو بروز دوشنبہ یعنی بارہ روز
کے بعد میرا سب سے بڑا لڑکا عزیز الدین بعمر ۲۲ بیسال حضرت صابر صاحب
قدس سرہٗ کی اجازت سے بغیر لنگر خانے میں لنگر تقسیم کرنے چلا گیا اور
ابوالقاسم بھنڈاری سے کہنے لگا۔ آج میں لنگر تقسیم کرواؤں گا ابوالقاسم
بھنڈاری نے ہر چند منع کیا کہ یہ کام حضرت مخدوم پاک رضی اللہ عنہ
کا ہے باباصاحب نے لنگر خانہ کا جملہ حضرت صابر صاحب کے سپرد
کر رکھا ہے آپ اس میں مداخلت نہ کریں عزیز الدین صاحب نے
جواب دیا کہ لنگر میرے باپ کا ہے تم کیوں منع کرتے ہو اور لنگر تقسیم کرنا
شروع کر دیا لیکن ابوالقاسم بھنڈاری نے ایک حصہ چھپا کر رکھ لیا اور عزیز الدین
لنگر تقسیم کرنے کے بعد جبراً وہ حصہ بھی جو ابوالقاسم نے چھپا کر رکھ لیا تھا چھین
کر تقسیم کر دیا اور اپنی والدہ ماجدہ سے جا کر کہا کہ آگے ہر روز مخدوم علی
احمد صاحب لنگر تقسیم کیا کرتے تھے آج میں تقسیم کر آیا ہوں عزیز الدین
کی والدہ ماجدہ نے بہت افسوس کے ساتھ عزیز الدین سے کہنے
لگیں تو نے غضب کیا خداوند کریم اپنا فضل و کرم کرے پہلے لڑکے تو فوت
ہو چکے ہیں تو نے یہ کام کیوں کیا ادھر تو یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ مخدوم
علاء الدین علی احمد صابر صاحب رح وقت مقررہ پر اپنے حجرہ سے باہر

تشریف لائے اور ابو القاسم بھنڈاری سے کہا طعام تقسیم کرنے کے لیے لاؤ ابو القاسم نے مودبانہ عرض کی حضور عالی آج آپ کے بھائی صاحب میاں عزیز الدین صاحب نے لنگر تقسیم کر دیا ہے مخدوم پاک نے کہا کہ لنگر تقسیم کرنے کے بعد کچھ حصہ باقی بھی ہے یا نہیں ابو القاسم نے عرض کیا کہ کوئی بھی حصہ باقی نہیں ہے میں نے آپ کے واسطے ایک حصہ چھپا کر رکھا تھا وہ بھی میاں عزیز الدین صاحب نے جبراً تقسیم کر دیا تب مخدوم علاء الدین علی احمد صابر صاحب نے غصہ میں بھر گئے اور بے اختیاری میں آپ کی زبان سے یہ کلمہ نکل گیا کہ کیا عزیز الدین ابھی باقی ہے بس آپ کا یہ فرمانا تھا کہ میاں عزیز الدین کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی چنانچہ اس وقت عزیز الدین اپنی والدہ ماجدہ سے گفتگو کر رہے تھے جبکہ یہ حادثہ پیش آیا اس حادثے سے گھر میں کہرام مچ گیا حضرت بابا صاحب فرماتے ہیں کہ اسوقت میں نے بھی دیکھا کہ غلطی سراسر عزیز الدین کی ہے وہ فوری کیوں آپ کی خدمت مقررہ میں دخیل ہوا تھا پس جیسا اس نے کیا ویسا ہی اس کا خمیازہ اٹھالیا

با خدا بازی مکن ـــــ با مصطفےٰ ہوشیار باش

حضرت مخدوم پاک کی والدہ ماجدہ کا آزردہ ہونا

منقول ہے کہ جب بابا فرید الدین گنجشکر قدس سرہ کے تینوں صاحبزادے فوت ہو گئے تو علیم اللہ ابدال ؒ نے ہرات میں جاکر مخدوم پاک قدس سرہ کی والدہ ماجدہ سے کل احوال عرض کیا۔ اس احوال پُر ملال کو سُن کر والدہ ماجدہ مخدوم پاک ہرات سے روانہ ہو کر پاک پٹن شریف برائے ماتم پُرسی فرزندان حضرت بابا صاحب گنجشکر قدس سرہ بتاریخ انیس ۱۹ جمادی الاول سنہ ۶۱ھ کو بروز جمعہ بوقت عصر تشریف لائے اور بابا صاحب علیہ الرحمۃ کی خدمت اقدس میں آکر اظہار افسوس کیا۔ پھر اپنے صاحبزادے سے ملنے حجرے میں تشریف لے گئیں دیکھا کہ فرزند ارجمند نہایت ہی نحیف و کمزور و ناتوان ہے اور جسم پر بجز پوست کہیں نام کو بھی گوشت نہیں ہے یہ حال دیکھ کر ششدر رہ گئیں اور بہت حیران ہوئیں۔ اور اُسی عالم حیرت میں صاحبزادہ مسعود کا ہاتھ پکڑ کر بھائی صاحب جناب بابا فرید الدین ؒ صاحب قدس سرہ کی خدمت بابرکات میں حاضر ہوئیں اور عرض کی کہ بھائی یہ تو نہایت

عجز انکساری کے ساتھ عرض کر گئی تھی کہ میرے بچے کو بھوکا نہ رکھنا لیکن اس کے حال سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسے جب سے میں گئی ہوں ایک دن بھی کھانا نہیں کھایا۔ آپ کے لنگر خانہ میں صدہا مرد و زن پرورش پاتے ہیں۔ ہزاروں بندگان بارگاہ صمدیت و مقبولان جناب احدیت توشۂ خانہ عالی متعالی سے شکم سیر ہوتے ہیں لیکن میرا لخت جگر ایک دانہ کو ترستا ہے۔ کیا میرے در یتیم کا اس اکل حلال میں کچھ حصہ نہ تھا۔ جب حضرت بابا صاحب قدس سرہٗ کو اپنی پیاری بہن کی محبت آمیز باتیں گوش گزار ہوئیں تو زبان فیض ترجمان سے ارشاد فرمایا کہ اے نیک نہاد خاتون میں تم کو اور تمہارے فرزند ارجمند کو محبت اور شفقت سے پیار کرتا ہوں۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ میں نے تمہارے سامنے ہی لنگر تقسیم کرنے کا حکم دیدیا تھا اور لنگر خانہ کے خرچ کا انتظام اور باورچی خانہ کا اہتمام خاص تمہارے نور نظر علاؤ الدین علی احمد کے سپرد کر دیا تھا پھر کھانا کھانے سے کیونکر محروم رہے جب مخدومنا حضرت علاؤ الدین علی احمد صابر قدس سرہ نے اپنی والدہ ماجدہ اور اپنے ماموں صاحب کی یہ گفتگو سنی نہایت ادب اور انکسار سے جو اہل اللہ کا خاص شیوہ ہے زبان گوہر بار سے فرمایا کہ حضرت قبلہ و کعبہ نے جو کچھ ارشاد فرمایا بجا و درست ہے لیکن حضور فیض گنجور نے مجھ ذرۂ بے مقدور کو صرف تقسیم طعام و اہتمام لنگر خانہ کا حکم دیا ہے نہ کہ کھانے کا۔ پس میری کیا مجال ہے کہ بغیر حکم

حضور ایک دانہ بھی اپنے تصرف میں لا سکوں۔ یہیں سے حضرت کے صابر لقب پانے کی بنیاد پڑی۔

آپ کے القاب گرامی کی تحقیق اور صبر کا پھل

آپ کا اسم مبارک علی احمد اور القاب گرامی علاؤ الدین و مخدوم و صابر ہیں۔ آپ کو لقب صابر آپ کے پیر و مرشد حضرت بابا فرید الدین شکر گنج قدس سرہ نے عطا فرمایا جب آپ نے بارہ برس تک اپنے ماموں صاحب قبلہ کے لنگر خانہ کا انتظام کیا اور خود ایک دانہ بھی منہ میں نہ ڈالا باوجودیکہ بارہ سال کے عرصہ میں اس قدر ضعیف و ناتواں ہو گئے کہ ہڈی سے چمڑا الگ گیا لیکن چونکہ مالک لنگر خانہ یعنی اپنے ماموں صاحب قبلہ کا ایک دانہ اپنے تصرف میں لانے کے لئے حکم نہ پایا تھا۔ اس لئے کبھی بھولے سے بھی نہ چکھا۔ اللہ اللہ یہ صبر و استقلال بارہ سال تک روز و شب صبح و مسا بلکہ ہر وقت اپنے دست خاص سے ہزاروں اور لاکھوں کو شکم سیر کر کے چھوڑیں اور آپ ایک دانہ بھی منہ میں نہ ڈالیں جس کی اطلاع والدہ ماجدہ کی ملاقات پر ماموں کو ہو تو اس صبر و استقلال کے صلے میں حضرت شیخ فرید الدین شکر گنج قدس سرہٗ نے لفظ صابر سے مخاطب کر کے بیساختہ

فرمایا "اے صابر تو نے میرے صبر کو اپنے دل میں جگہ دی اس لئے میں نے تیرا لقب صابر رکھا۔ آج سے تو دونوں عالم میں صابر کے لقب سے پکارا جائے گا۔ اور تیری باطنی نعمت سے خلق خدا مستفیض ہوگی۔ گویا پیر و مرشد نے اپنے مرید صادق کو ظاہری و باطنی نعمت سے مالا مال کر دیا۔ چنانچہ اسی روز سے آپ صابر کے لقب سے مشہور ہوئے۔ لیکن لقب گرامی علاؤالدین کی وجہ تسمیہ کسی مستند اور معتبر کتاب میں درج نہیں ہے۔ غالباً آپ بوجہ اعلائے کلمات اللہ جو اکثر آپ سے وقوع میں آئے ہیں اس اعلیٰ اور اشرف لقب سے ملقب ہوئے ہوں اور مخدوم کا لقب بھی آپ کو اپنے پیر و مرشد کے لنگر خانہ کی خدمت کے صلہ میں عطا ہوا۔ غرضیکہ آپ علی احمد علاؤالدین مخدوم صابر کے نام سے زبان زد خلائق و مشہور انام ہیں۔

حضرت مخدوم پاک کا عقد نکاح اور اہلیہ کی وفات

حضرت امام العاشقین سلطان العارفین بابا فریدالدین مسعود گنج شکر قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ والدہ ماجدہ علی احمد صابر نے حضرت صابر قدس سرہ کے عقد کا سوال مجھ سے کیا اور میری دختر خدیجہ بیگم عرف شریفہ بنت بی بی خاتون دختر سلطان غیاث الدین کو مانگا۔ میں نے جواب دیا کہ جناب صابر شادی کے قابل نہیں ہیں کیونکہ وہ ہر وقت جذبہ کی حالت میں رہتے ہیں۔ مگر والدہ جناب صابر نے کہا کہ گو یہ وجہ بھی ہو لیکن حقیقت کچھ اور ہے کہ میں بیوہ ہوں اور میرا لڑکا یتیم ہے اس واسطے آپ اپنی صاحبزادی کے دینے سے پہلو تہی کرتے ہیں۔ یہ بات سن کر کہ ہمشیرہ عزیزہ کی دلشکنی نہ ہو مجبور ہو کر میں نے نکاح کی اجازت دیدی۔ اور حضرت سید مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر قدس سرہٗ العزیز کو درجہ فرزندی عطا کیا۔ چنانچہ اکیسویں ماہ شوال ۶۱۳ھ ہجری بروز چہارشنبہ نماز مغرب سے پہلے حضرت صابرؒ کا نکاح ہو گیا۔ رات کے وقت مخدوم پاک کی والدہ ماجدہ نے آپ کے حجرہ میں خلاف معمول چراغ روشن کر دیا اور دلہن کو حجرہ میں بٹھا دیا۔ دلہن بخیال ادب آپ کے سامنے دست بستہ کھڑی رہیں۔ جب مخدوم پاک تہجد کے بعد انفراغ مراقبہ فتاح سے اٹھے تو کیا دیکھتے ہیں کہ سامنے دلہن کھڑی ہیں۔ آپ نے ان سے دریافت کیا کہ تم کون ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ میں آپ کی زوجہ ہوں۔ مخدوم پاک قدس سرہٗ نے فرمایا کہ خدائے ذوالجلال وحدہ لاشریک اور فرد ہے اس کے پاس نہ زوجیت کا نشان ہے۔ اسی وقت زمین سے آگ نمودار ہوئی جس نے دلہن صاحبہ کو فاناً میں جلا کر راکھ کا ڈھیر بنا دیا۔ اور بجائے دلہن کے راکھ کی ڈھیری رہ گئی۔ والدہ صاحبہ مخدوم پاک قدس سرہٗ کے دل

ہیں خود بخود توہمات پیدا ہوئے اور اُنھوں نے دروازہ حجرہ کا کھلوایا تو دیکھتی کیا ہیں کہ آپ مراقبہ میں مصروف ہیں اور دلہن صاحبہ مغفورہ و مبرورہ راکھ کا تودہ بنی ہوئی رہیں اُسی وقت آپ کی والدہ ماجدہ رضی غصہ میں آگئیں اور مخدوم پاک یعنی اپنے فرزند کی پشت مبارک پر زور سے تھپڑ مارا۔ اور کہا کہ میں نے تیرے ماموں کی بیٹی کے ساتھ تیری شادی کی تھی۔ تو نے دلہن کا یہ درجہ کیا؟ اب بتا کہ تیرے ماموں کو میں کیا جواب دونگی؟ مخدوم پاکؒ نے جواب دیا کہ میرا کیا قصور ہے میں ہر وقت حالت جذبہ میں رہتا ہوں مجھے کچھ بھی خبر نہیں۔

صابر صاحب کی والدہ کی وفات

اس حادثہ کو دیکھ کر آپ کی والدہ صاحبہ بہت علیل ہو گئیں غرضکہ دوسری محرم الحرام سنہ ۶۱۴ ہجری بروز جمعہ اسی غم میں اس جہان فانی سے عالم جاودانی کو روانہ ہو گئیں۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون) والدہ مغفورہ مبرورہ کے انتقال کے ہونے کے دوسرے روز بعد وقت صبح مخدوم پاکؒ حسب معمول حجرے سے باہر لنگر تقسیم کرنے کے لئے تشریف لائے تو ابوالقاسم بھنڈاری نے آپ سے عرض کی کہ حضور عالی آپ کی والدہ ماجدہ صاحبہؒ رات کو بعد نماز مغرب

انتقال کر گئیں ہیں اور اب دفن کرنے کے لئے جنازہ کو قبرستان کی طرف لئے جا رہے ہیں جب حضرت مخدوم صابرؒ قدس سرہ نے یہ واقعہ جانگداز سُنا۔ آپ اُسی وقت پھر حجرے میں تشریف لے گئے اور استغراق میں ایسے مشغول ہوئے کہ آپ کو اتنی بھی فرصت نہ رہی کہ باہر آ کر لنگر ہی تقسیم کریں۔ اور عالم استغراق میں یہاں تک مستغراق ہوئے کہ نو سال تک آپ حجرہ سے باہر بالکل تشریف نہیں لائے اللہ اکبر اللہ اکبر کیا ٹھکانہ ہے۔ استغراق کا۔ بیشک جو برگزیدۂ بارگاہ صمدیت ہیں کیوں نہ اُن کا یہ قول ہو۔

مَاعَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ۔

صاحب اقتباس الانوار آپ کے حالات طیبات میں تحریر فرماتے ہیں کہ وہ محویت دفنا کے جنگل کے شیر وہ لااحصی ثنا علیک کے بن کے غضنفر وہ متخلص بالاخلاق اللہ وہ متصرف تصرفات اللہ وہ اسرار ربانی کے موافق وہ پروردگار کے عرفان و معرفت کے عارف وہ ظاہر کرنے والے اسرار عشق و محبت خدائے قادر حضرت مخدوم صابرؒ بابا فریدالدین قدس سرہٗ کے محبوب ترین خلفاء نامدار اور آپ کے حقیقی بھانجے اور داماد بھی کے نسبت بھی رکھتے تھے اور ارادت و اعتقاد میں اکثر نامور یاروں سے اعلیٰ و اسبق رہے۔ صاحب اخبار الاخیار آپ کی شان میں فرماتے ہیں کہ آپ اکمل بے کان درگاہ ایزدی دافراد زنسا عیاد خداوندی میں سے تھے

اور حضرات صوفیہ صافیہ کے طریقہ میں شان عظیم اور رتبہ رفیع وحال
بلند ہمت قوی رکھتے تھے اور خدائے بزرگ برتر کی جناب میں غلبۂ
استغراق کے سبب سے دنیاؤ دین کی طرف ہرگز رخ نہیں کرتے تھے
چنانچہ لکھا ہے کہ آپ نے ابتدائے حال میں اس قدر ریاضت و
مجاہدات وترک تجرید اختیار کر رکھا تھا کہ تمامی قیودات صوری و
معنوی سے آزاد و بے نیاز تھے اور آزاد طور افراموش زندگانی بسر
فرماتے تھے۔

خلافت چشتیہ کا ملنا

صابر کو کس خوشی سے خلیفہ بنا دیا ۔ اور خاندان چشت کا جلوہ دکھا دیا
لکھا ہے کہ جب حضرت مخدوم پاک قدس سرہٗ حضرت بابا
فریدالدینؒ صاحب کی خدمت سراپا رحمت میں رہ کر درجۂ کمال کو
پہونچے اور دین ودنیا کی نعمتیں حاصل کر چکے اور آثار ولایت ظاہر
ہونے لگے تب حضرت سلطان العاشقین امام العارفین ہادی دین
مرشد راہ متین بابا فریدالدین مسعود گنج شکر قدس سرہٗ نے چند اولیاء
عظام سے محفل ترتیب دیکر اپنے سامنے بٹھایا اور بیعت امامت

وارشاد خاندان عالیہ چشتیہ سے مشرف فرمایا اور اپنی کلاہ اٹھا کر
عمامہ سبزا اپنے ہاتھ سے باندھا اور جبہ پہنایا اور مقراض وعصا و پیالہ
ومقلی آپ کو عطا کر کے ولایت نامہ پسند تحریر فرما کر حوالہ اور دہلی رہنے
کو فرمایا اور اہل مجلس کو خطاب باطنی سے مطلع کر دیا اور ارشاد فرمایا
کہ بیٹا تم پہلے مقام ہانسی جاکر شیخ جمال الدین قطب ہانسوی کی مہر
سے قطبیت نامہ پر کرا لینا بعدہ دہلی جانا اپنے حکم پیر و مرشد برو
چشم قبول فرمایا اور سرگرم تعمیل ہوئے۔

خلافت نامہ

جو شجرہ وخلافت نامہ حضرت امام العاشقین سلطان الکاملین
بابا شیخ فریدالدین صاحب شکر گنج قدس سرہٗ نے حضرت مخدوم سید
علاؤالدین علی احمد صاحب صابر نوراللہ قبرہ کو عطا فرمایا تھا۔
یہاں پر تیمنا وتبرکاً اس کی نقل کیجاتی ہے اور وہ یہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں ساتھ نام اللہ بخشش کرنیوالے مہربان کے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ قَدَّمَ اِحْسَانَهٗ عَلٰی النِّعْمَةِ هُوَ الْاَوَّلُ وَ الْاٰخِرُ

سب تعریف واسطے اللہ کے ایسا اللہ کہ مقام ہے احسان اُسکا اوپر احسان کے اور آخر شکر ہے اس کی نعمتوں پر

وَالظَّاهِرُ وَ الْبَاطِنُ لَا مُؤَخِّرَ وَلَا مُقَدِّمَ لِمَا اٰخَرَ وَلَا مُعْلِنَ

وہی اول ہے اور وہی آخر ہے اور وہی پوشیدہ ہے نہیں آخر اس سے جو کہ پہلے ہے اور نہیں پہلے اس سے جو کہ آخر ہے اور وہ جاننے

لِمَا اَبْطَنَ وَلَا مُخْفِیَ لِمَا اَظْهَرَ وَلَا یَکَادُ نُطْقُ الْاَوَائِلِ وَالْاَوَاخِرِ

والا ہے کسی چیز کا اور نہیں ہے پوشیدہ وہ چیز کہ ظاہر ہے اور نہیں ہے قریب گفتگو اولوں اور آخروں کی

عَلٰی یُومِیَّتِهٖ اِعْتِبَارًا اَوْ تَقَائِلًا وَ الصَّلٰوةُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْمُصْطَفٰی

اوپر اشارے از روئے اعتبار اور گفتگو کے اور درود اوپر **رسول برگزیدہ**

مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ اَهْلِ الْوُدِّ وَالْاَرْتَقٰی اَمَّا بَعْدُ فَاعْلَمُوْا اَیُّهَا

محمد اور اس کی اولاد اور دوستوں برگزیدہ پر بعد اس کے جانو تم اے حاضر و اور غائبو تحقیق اللہ تعالےٰ

الْحَاضِرُوْنَ وَ الْغَائِبُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی اَعْطٰی خِرْقَةً وَقَلَنْسُوَةً

نے عطا کیا جبہ اور دستار معراج کی رات بیچ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

فِی الْمِعْرَاجِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَعْطٰی لِسَیِّدِنَا

کو اور وہ عطا کیا ہمارے سردار نے

عَلِیٍّ اَسَدِ اللّٰهِ الْغَالِبِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ وَ هُوَ اَعْطٰی لِسَیِّدِنَا

علی اسد اللہ الغالب کو راضی ہوا اللہ تعالےٰ ان سے اور وہ عطا کیا ہمارے

خواجہ **حسن** بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ وھو اعطے لخواجہ

سردار نے۔ **خواجہ حسن** بصرہ کے رہنے والے کو راضی ہوا اللہ تعالیٰ اون سے اور وہ عطا کیا۔

عبد الواحد بن زید قدس اللہ تعالیٰ سرہ وھو اعطے لخواجہ

خواجہ عبد الواحد زید کے بیٹے کو پاک کرے اللہ تعالےٰ بھید انکا۔ اور وہ عطا ہوا۔ **خواجہ**

فضیل بن عیاض نور اللہ ضریحہ و ھو اعطے لخواجہ ابراھیم بن

فضیل بن عیاض کو روشن کرے اللہ قبروں کی اور وہ عطا ہوا۔ **خواجہ ابراہیم** بن

ادھم نور قبرہ اللہ الاکرم وھو اعطے لخواجہ حذیفۃ المرعشی

ادہم کو روشن کرے قبروں کی اللہ بزرگ اور وہ عطا ہوا **خواجہ حذیفہ مرعشی** کو

رحمۃ اللہ العلی الولی وھو اعطے لخواجہ ھبیرۃ البصری

رحمت کرے اللہ برتر دوست رکھنے والے کے اور وہ عطا ہوا **خواجہ ہبیرہ** بصرہ کے

قدس سرہ اللہ تعالیٰ القوی وھو اعطے الخواجہ ممشاد علوی

رہنے والے کو پاک کرے بھید اللہ بزرگ و برتر اُن کا اور وہ عطا ہوا **خواجہ ممشاد علوی**

دینوری رحمہ اللہ العلے البادی مع ولایت دینور وھو اعطے

دینوری کو رحمت ہو اوپر اللہ برتر و بزرگ کی مع ولایت دینور کے اور وہ عطا ہوا

لخواجہ قطب الدین ابو اسحق نور قبرہ اللہ الرزاق مع ولایت

خواجہ قطب الدین ابو اسحق کو روشن کرے اللہ قبروں کی رزق دینے والا مع ولایت

شام وهو اعطى الخواجه ابو احمد ابدال رحمة الله الجلال

شام کے اور وہ عطا ہوا **خواجہ ابواحمد ابدال** کو رحمت ہو اللہ بزرگ کی اُن پر مع

مع ولایت سیستان وهو اعطى ابو محمد محترم نور قبره الله

ولایت سیستان کے اور وہ عطا ہوا **خواجہ ابو محمد** بزرگ کو روشن کرے اللہ پاک

الصمد الاکبر وهو اعطى الخواجه ناصر بن ابو یوسف قدس سره

اور بزرگ قبروں کی اور وہ عطا ہوا **خواجہ ناصر الدین ابو یوسف** کو پاک کرے بھید

الله الرؤف وهو اعطى الخواجه قطب الدین مودود نور ضریحه

اللہ مہربان اُن کا اور وہ عطا ہوا **خواجہ قطب الدین** مودود کو روشن کرے قبر

الله الودود وهو اعطى الخواجه حاجی شریف زندانی قدس سره

اللہ مہربان اور ان کی اور وہ عطا ہوا **خواجہ حاجی شریف زندنی** کو پاک کرے بھید

الله تعالى وهو اعطى الخواجه عثمان هارونی قدس سره

اللہ برتر اور بزرگ اُنکا اور وہ عطا ہوا **خواجہ عثمان ہارونی** کو پاک کرے بھید اللہ

الله القوی وهو اعطى الخواجه سید معین الدین حسن

بزرگ اُن کا اور وہ عطا ہوا **خواجہ سید معین الدین حسن**

سنجری رحمة الله الباری مع ولایت هند وهو اعطى الخواجه

سنجر کے رہنے والے کو رحمت کرے بھید اللہ بزرگ اُن کا مع ولایت ہند کے اور وہ عطا ہوا

سید قطب الدین بختیار کاکی قدس سره الله تعالى مع

خواجہ سید قطب الدین بختیار کاکی کو پاک کرے بھید اللہ بزرگ ان کا مع ولایت

ولایت الدهلی وهو اعطى الاضعف الفقیر فرید ارحمنی الله

دہلی کے اور وہ عطا ہوا نہایت ضعیف فقیر **فرید** کو رحمت کرے اللہ

المجید وانا اعطیت خرقته وقلنسوه ومقراضا وعصا وکاسا

بزرگ اس پر اور عطا کیا میں نے **جبہ اور دستار اور مقراض اور عصا اور پیالہ**

ومصلی وسلمت ما فی قلبی وروحی وظاهری وباطنی مع نظامت

اور مصلی اور سونپا میں نے جو کچھ کہ میرے دل میں ہے اور روح میں اور میرے ظاہر اور میرے باطن میں

شهر کلیر لولد الرشید قرة العین الامام المتقی المرتضی

مع نظام **شہر کلیر** کے فرزند قابل ٹھنڈک آنکھ کی پیشوا پرہیزگار اور برگزیدہ

قطب مشائخ زین الائمة والعلماء مفتخر الاجلة والاتقیاء

قطب بزرگوں کا زینت اماموں اور علماء اور صاحب بزرگی کے اور پرہیزگاروں

علاء الملة والدین سید علاؤ الدین علی احمد صابر سره

عالموں مذہب اور دین کے **سید علاؤ الدین علی احمد صابر** کو خوش

الله تعالى اسعد فرحة الله تعالى فی الدارین وعظمه الله

رکھے اللہ بزرگ اس کو اور دونوں جہاں میں بزرگی دے اللہ اس کو اور ذلیل کرے اللہ اس کو

اهان من اهانه واعانه الله تعالى ابتغاء مرضات الله وانا له

جو برائی کرے اوس کی مدد کرے اللہ بزرگ اس کی جو مدد کرے اس کی اور خوشی اللہ

المنتهی رحمته واعلی درجاته سبقا بعد سبق من اوله الی اخره

کی اور ہماری آخرت تک اور رحمت اس کی اور بلند درجہ کے پہلے بعد پہلے اول میں اور اس کے

بشرط بذل الجد والاجتہاد فی الصحیح والتنقیح من الدال
آخر بشرط خرچ کرنے کوشش اور کوشش کے صحیح کرنے اور صاف کرنے دلیل سے
وعلیہ المحلول واللہ الموفق والمسحرات وھذہ السطور
اور اوپر اس کے آسان ہو اور اللہ اس کی مدد کرے جو کچھ کہ موجود ہوا اور لکھا اس شجرہ
بیدہ الفقیر فرید کان ذلک فی یوم الجمعة ستہ اثنی وخمسین
کو فقیر فرید نے اپنے ہاتھ سے اور تھا یہ دن جمعہ کا گیارہویں
وستہ مائہ من ھجری النبویہ۔
ذی الحجہ ۶۵۲ھ ہجری نبوی۔

حضرت مخدوم پاک کا ہانسی تشریف لے جانا اور

حضرت شیخ جمال الدین سے ملاقات کرنا

صاحب مکتوب نطاب احدیث المعارف اس طرح تحریر فرماتے ہیں کہ جناب حضرت بابا فرید الدین صاحب گنجشکر قدس سرہٗ نے پہلی دفعہ خرقہ خلافت جناب حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر قدس سرہ العزیز کو عنایت کر کے دہلی میں مقرر فرمایا اور آپ کو روانہ کرتے ہوئے آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ آپ یہ خلافت نامہ لے کر ہانسی تشریف لے جاؤ۔ اور حضرت شیخ جمال الدین قطب ہانسوی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہو کر اُن سے مُہر خلافت نامہ پر لگوا لینا۔ حضرت شیخ جمالؒ ہانسوی حضرت بابا صاحب قدس سرہٗ کے سب سے اول خلیفہ تھے جس کو آپ خرقہ خلافت عطا کیا کرتے تھے تو پہلے اس کو ارشاد فرماتے تھے کہ آپ پہلے ہانسی شریف جا کر خلافت نامہ پر آنجناب سے مُہر لگوا لاؤ بغیر آپ کی مُہر کے کسی کو خلافت نامہ عطا نہ فرماتے تھے۔
القصہ حضرت مخدوم پاک قدس سرہ پاک ٹپن شریف بساری جنڈیل

مقام ہانسی کو روانہ ہوئے۔ جب وہاں پہنچے تو اسی ہیئت سے قطب صاحب کی خانقاہ شریف کے اندر داخل ہوئے۔ شیخ صاحب نے بیرونی دروازہ تک آکر آپ کا استقبال کیا مگر آپ چنڈول سے نہیں اُترے اور اُسی صورت سے لب فرش تک تشریف لے گئے۔ گو یہ امر حضرت قطب صاحب کو ناگوار ضرور ہوا مگر مجبوری آپ کی تعظیم کی۔ کیوں نہ ہو آنحضرت علی احمد صابر صاحب قدس سرہٗ عالی نسب والاحسب آل بیت اطہار رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین میں سے ایک گوہر نایاب اور ذوالجلالی شان وعظمت والے تھے۔ خیر بہر حال آپ کی بڑی قدر ومنزلت کی اور اعزاز و اکرام کے ساتھ آپ کو صدر مجلس میں بٹھایا اور بڑی خاطر تواضع خدمت کی اور ایک ساتھ دونوں حضرات نے نماز مغرب ادا کی پھر نماز مغرب کے بعد جناب مخدوم پاک قدس سرہٗ نے اپنی جیب میں سے خلافت اور قطبیت نامہ نکالا۔ اور تمام احوال مفصّل دہلی کو جانے کا اظہار کر دیا۔

انگلیوں کا روشن کرنا

بُجھا کر چراغ تو انگلی کو کر دیا روشن وہ موج عشق جہاں سوز کی تہی اندر تن

کتب سیر سے منقول ہے کہ اس وقت بہت اندھیرا تھا اور بغیر روشنی کے کچھ لکھا پڑھا نہیں جا سکتا تھا اور روشنی بھی اس جگہ موجود نہ تھی۔ اس وجہ سے حضرت قطب صاحب نے فرمایا کہ اس وقت موقع نہیں اب آرام فرمایئے۔ انشاء اللہ صبح کو مہر و دستخط کر دیئے جائیں گے آپ نے بتاکید مزید چراغ طلب کرایا۔ بعد ازاں چراغ آیا اور آپ نے اُس کو روشن فرمایا اور خلافت اور قطبیت نامہ کھول کر پڑھا گیا۔ اس روز قدرتاً ہوا کا بہت زور تھا۔ پڑھتے پڑھتے ہی چراغ گل ہو گیا آپ نے اپنی انگشت مبارک پر کچھ دم پڑھ کر دم کیا۔ آپ کی انگشت مبارک مانند مشعل کے روشن ہو گئی۔ اور آپ نے فرمایا کیا اب بھی چراغ بجھ جائے گا اور اس پر بھی ہوا کا زور چل جائے گا۔ جس وقت جناب شیخ جمال الدین صاحب قدس سرہ نے یہ حالت دیکھی تو بہت حیران ہوئے اور کہا کہ تم تو بہت جوشیلی طبیعت رکھتے ہو اگر آپ کو جلال آگیا تو ایک دم میں تمام دہلی کو جلا کر خاک سیاہ کر ڈالو گے اہل دہلی بیچارے آپ کے

اس جلال کی تاب نہیں لا سکتے۔ پس اسیوقت مخدوم پاک سے آپ نے خلافت نامہ واپس لے کر پھاڑ دیا۔ حضور مخدوم پاکؒ چونکہ عین مظہر جلال تھے۔ تاب نہ لا سکے اور یہ کلمہ زبان پر آگیا۔ کہ "من سلسلہ ترا بریدم" یعنی میں نے بھی آپ کا سلسلہ قطبیت چاک کر ڈالا۔

حضرت مخدوم پاکؒ اور حضرت شیخ جمال الدینؒ کی جھڑپ

لکھا ہے کہ جس وقت مقام ہانسی میں حضرت شیخ جمال الدین صاحب قطب ہانسوی اور حضرت سید مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب قدس سرہٗ میں باہم نفاق اور تنازع واقعہ ہو رہا تھا اسوقت حضرت امام العاشقین بابا فریدالدینؒ صاحب نماز مغرب کا وضو فرما رہے تھے۔ تھوڑی دیر سکوت میں رہ کر فرمایا کہ دین کے دو پہلوان آپس میں لڑ رہے ہیں۔ خدا خیر کرے۔ لہٰذا چند یوم کے بعد جناب پیر روشن ضمیر حضرت بابا صاحب کی خدمت سراپا رحمت میں حاضر ہوئے اور تمام واقعہ بیان کیا حضرت بابا صاحب نے فرمایا کہ "پارہ

کردہ جمال را فرید نہ تواں دوخت یعنی اس کے پھاڑے ہوئے کو فرید نہیں سی سکتا۔ لیکن میں اس سے بہتر اور مناسب سی دوں گا خاطر جمع رکھو اور فرمایا کہ جب جمال باکمال نے تمہارا قطبیت نامہ چاک کیا تو اپنی زبان سے کچھ کہا عرض کیا کہ میں نے بھی طیش میں آکر یہ کہدیا تھا کہ تم نے میرے فرمان قطبیت کو پھاڑ ڈالا میں نے تمہارے سلسلہ کو توڑ ڈالا۔ فرمایا کہ اول سے یا آخر سے کہا اول سے بابا صاحب نے فرمایا کہ دین کے پہلوانوں کا تیر خطا نہیں کرتا ہے لیکن خیر ہوئی کہ تم نے اول سے کہا آخر سلامت رہا البتہ تمہارے سلسلہ میں ایک قطب پیدا ہوگا اور وہ مرید تمہارا دعا کرے گا اور اس کی دعا کی برکت سے قطب ہانسوی کا سلسلہ باقی رہے گا۔ یہ اشارہ حضرت جلال الدین پانی پتی قدس سرہٗ کی طرف تھا جو خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی قدس سرہ کے مرید و خلیفہ تھے۔ خلاصہ یہ کہ حضرت مخدوم پاک قدس سرہ کی زبان مبارک سے حضرت قطب جمال صاحب کے بارے میں جیسا نکلا تھا ویسا ہی ظہور میں آیا۔ یعنی قطب صاحب کے بڑے بیٹے کو بیحد دانشمند و ہوشیار تھے عشق الٰہی میں دیوانہ ہو کر باپ کے سامنے ہی خلد بریں کو سدھارے اور بعد وفات قطب صاحب کے ان چھوٹے صاحبزادے حضرت قطب الدین منور نے حضرت بابا صاحب سے تعلیم و تربیت حاصل کی اور دولت و نعمت ظاہری و باطنی کو بھی حاصل کیا لیکن دولت پدری اور

رتبۂ خلافت و اجازت بیعت سے یہ بھی محروم ہے مگر حضرت قطب الدین منور کے پسر حضرت برہان الدین صاحب حضرت جلال الدین پانی پتی قدس سرہٗ کے مرید ہو کر درجہ کمال کو پہونچے اور حضرت امام العاشقین سلطان الکاملین بابا فرید الدین صاحب کا فرمانا پورا ہوا یعنی سلسلہ قطب جمال الدین ہانسوی جاری ہوا۔ مناقب فریدی ثانی میں لکھا ہے کہ شیخ قطب منور حضرت سلطان الاولیا نظام الدین قدس سرہٗ کے خلیفہ تھے اور سلسلہ آپ کا نظامیہ ہے ممکن ہے حضرت قطب الدین منور قدس سرہٗ نے حضرت خواجہ نظام الدین علیہ الرحمتہ سے بھی فیض حاصل کیا ہو اور خاندان نظامیہ میں بھی آپ کو بیعت کی اجازت حاصل ہوا اگر آپ کو حضرت جلال الدین پانی پتی قدس سرہٗ کا خلیفہ نہ مانا جائے اور خاندان و سلسلہ چشتیہ صابری نہ قبول کیا جائے تو حضرت بابا صاحب کا فرمانا کہ تمہارے مریدوں میں سے ایک مرید دعا کرے گا اس کی دعا سے پھر سلسلہ حضرت جمال الدین ہانسوی قدس سرہٗ کا جاری ہو گا غلط ہو جائے گا چنانچہ صاحب سیر الاقطاب تحریر فرماتے ہیں کہ سلسلہ شیخ جمال الدین ہانسوی جو حضرت صابر صاحب کلیری قدس سرہٗ کی دعا سے مسدود ہو گیا تھا وہ حضرت جلال الدین پانی پتی قدس سرہٗ کی دعا سے جاری ہوا۔

حضرت مخدوم پاک قدس سرہ کا کلیر میں ورود و رونق افروز ہونا

۶۵۰ھ ہجری میں رئیس کلیر قیام الدین عرف ذموال بن داؤد بن خائف تھا اور قاضی کلیر تبرک نامی ایک شخص تھا۔ جب خدائے عزوجل کو منظور ہوا کہ سرزمین کلیر اس کے نور معرفت سے روشن ہو! اور اس کے انوار حقیقت کی شعاعیں اپنا جلوہ دکھائیں تو حضرت بابا فرید الدین گنجشکر قدس سرہ کے قلب مبارک میں یوں القا کیا کہ حضرت مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر بھانجا اپنے کو خلعت و خلافت نامہ دے کر جانب کلیر روانہ کریں۔

ہے جلا بخش ضیا نورِ زمین کلیر — نورِ حق ہے بخدا نورِ زمین کلیر
نور سے تیرے منور ہے دل و جان میرا — جیندِ اصل تجلّیٰ نور زمین کلیر
ذرّے ذرّے میں ہے خورشید تصوف کی چمک — دیکھ تو آکے ذرا نورِ زمین کلیر
دل ہے قربان ادا جان ہے محو انداز — میں تیرا ہو ہی لیا نورِ زمین کلیر
دردمندان معاصی کو شفا ہوتی ہے — ہر مرض کی ہے دوا نورِ زمین کلیر
مرقدِ حضرت صابر سے تو ہم پہلو ہے — کیوں نہ ہوں تجھ پہ فدا نورِ زمین کلیر

خوب ناصرؔ کو ہوا تجربہ اس کا حاصل
ہے ہر اک غم کی دوا نورِ زمین کلیر

چنانچہ حضرت بابا صاحب علیہ الرحمۃ نے آپ کو شہر کلیر کا صاحب
ولایت مقرر فرما کر اپنے دست پاک سے ایک حکم نامہ تحریر فرما
اور بعد عطائے خرقہ و دستار و منفر اض و مصلے چند روز زیر سایہ رکھا
اس وقت حضرت صابر صاحب کی عمر شریف اٹھاون سال کی تھی
اور کلیر شریف میں اسلام پھیلے ہوئے اڑتالیس برس گذر چکے تھے۔
الحاصل پندرھویں ماہ ذی الحجہ ۶۵۲ھ ہجری روز دوشنبہ کو بابا
صاحب نے مخدوم پاک کو بجانب کلیر شریف معہ علیم اللہ ابدال
قدس سرہٗ کے روانہ کیا۔ منقول ہے کہ پاکپٹن شریف سے کلیر شریف
تک کہ نہایت ہی دور دراز کا سفر ہے حضرت مخدوم صابر قدس سرہٗ
اپنے ماموں حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر علیہ الرحمۃ کا نامہ خلافت
اور خلعت لے کر روانہ ہوئے اور خفیتیہ اسم اعظم تلاوت کرتے ہوئے
صرف ایک روز میں یعنی سولھویں ذی الحجہ ۶۵۰ھ ہجری کو بعد نماز ظہر
کلیر میں داخل ہو گئے۔ اسم اعظم بزبان سریانی مشابہ اسم مادر موسیٰ
علیہ السلام ہے اور وہ ایک لفظ ہے جو بتوجہ مرشد کامل و تصرف
و رہبر واصل وجہ دل پر منقش ہو جاتا ہے عالم باللہ اُس سے آگاہ
ہوتے ہیں اور کاملان واصلان رہبران مرشدان بہ بشارت اشارت
بعد طے سلوک اور آزمائش اعتقاد خلفاء و مخلصاں اولیا اور شرح
محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ واولیاء امتہ اجمعین
پاکر کمالات ایمان جتا کر اسم اعظم شریف کی خبر دیتے ہیں اور اس کے

اوصاف سے موصوف ہوئے ہیں استقامت و اسند امت کا عہد
پیمان لیتے ہیں وہ شیخ وقت کہلاتا ہے اس کی زیارت و حرمت
اور اُس کا مصافحہ اور معانقہ و صحبت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کی ہے کتب سلوک میں لکھا ہے کہ جو شخص تربیت و تلقین طے سلوک
مجاز ماذون کے بعد خلافت نامہ مطلق پاکر یا مراد شیخ وقت قابل ادب
و تعظیم ہو جاتا ہے اور درجہ ولایت بھی پالیتا ہے اس کی شان میں
الشیخ فی القوم کالنبی فی امتہٖ صادق آتا ہے لاخوف علیہم
ولاھم یحزنون راست آتا ہے الحاصل مخدوم پاک قدس سرہٗ
شہر کلیر میں پہونچے اس سرزمین کو زینت بخشی اس خطہ کو نور ولایت
سے منور فرمایا۔ اور اس جگہ کو اپنے شرف اقامت سے آراستہ
و پیراستہ کیا۔

قیامِ کلیر

جب حضرت صابر علیہ الرحمۃ اپنے پیر و مرشد سے رخصت
ہو کر اور خلافت نامہ لے کر کلیر شریف تشریف لائے۔ سب سے
پہلے مسماۃ گلزادی بنت عبدالصمد بن عبد الواحد بن قطب الدین
انصاری کے مکان پر قیام کیا آپ کے مکان قیام کا دروازہ جانب

شرق تھا۔ باقی تین جانب کی تفصیل یہ ہے کہ شرق کی جانب ایک تیلی جمال نامی رہتا تھا اور اس کے سات لڑکے تھے۔ جنوب کی جانب مسماۃ نعمتہ محمد یار کی دختر کا مکان تھا اور شمال کی جانب تبرک قاضی کلیر کا چچازاد بھائی رہتا تھا۔ چنانچہ ان ہمایوں میں سے جمال روغن گر اور اس کے تمام لڑکے اور مسماۃ نعمتہ محمد یار کی بیٹی اور اس کے تمام گھر والے حضرت کو دیکھتے ہی دل و جاں سے آپ کے معتقد ہو گئے۔ پھر آپ نے اپنا قیام گاہ بہاؤالدین کے یہاں تجویز فرمایا اس زمانہ میں شہر کلیر خوب آباد تھا۔ علماء و فضلا اور امراد کا منبع تھا اور چار سو رئیس آباد تھے جو پالکی میں سوار ہو کر جمعہ کی نماز پڑھنے بھمراہی وزرار فقرار و علمار مسجد کلیر شریف میں آیا کرتے تھے نمازیوں کا بہت ہجوم ہوتا تھا۔

حضرت مخدوم پاک کا وعظ

حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر قدس سرہ نماز عصر کے بعد کلیر کی جامع مسجد میں تشریف لائے اور تمام حاضرین کو وعظ و نصیحت کی اس وقت مسجد میں تقریباً دو ہزار مرد و زن کا مجمع تھا شیخ بہاؤالدین فرزند مسماۃ گلزار ذی اور جمال روغن گر نے مع اپنے ساتوں بیٹوں کے کہا۔ اے لوگو! یہ حضرت ہند کے قطب الاقطاب ہیں۔ تم سب کو چاہئے کہ ان کے ہاتھ پر بیعت کر کے مقاصد دینی و دنیوی حاصل کرو لیکن حاضرین مسجد میں سے کسی نے بیعت نہ کی۔ دوسرے روز یعنی سترھویں ذی الحجہ ۶۵۲ ہجری کو پھر بوقت فجر حضرت نے مسجد میں تشریف لے جاکر وعظ فرمایا۔ اس وقت تمام مرد و زن کی تعداد تقریباً پانچ ہزار تھی۔ حاضرین نے بیعت سے انکار کیا اور کہا کہ قدیم سے ہمارا قاضی تبرک کوفی بن ہوتک ہے پس خلاف رائے قاضی ایک اجنبی غریب الوطن اور مسافر کے ہاتھ پر کس طرح بیعت کریں اور اپنے دستور قدیم میں کیوں خلل ڈالیں (قاضی تبرک کوفی بن ہوتک بن صغوطی بن قامر بن حافظ بن ہارون بن فریا بن عمادیہ بن حمال خبیث بن یزید پلید بدذات بد اصل سے جا ملتا ہے۔ چنانچہ قاضی موصوف یزید بدذات بد اصل کی اولاد میں سے ہیں یہ کب سادات کی یعنی اولاد علی کی تابعداری کر سکتے تھے کیونکہ یہ تو قدیمی دشمن چلے آئے ہیں) پھر مخدوم پاک نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ میں اپنے پیر و مرشد سے امام ہونے کا خلافت ذمہ لیکر آپ حضرات کے پاس آیا ہوں اور سلطان الاولیا کا خطاب لایا ہوں اور اس دلیل سے تعلیم طریقت کر دیتا ہوں یہ بات سن کر سب خاموش ہو گئے اور قاضی تبرک کو خبر کی قاضی موصوف اسی وقت ذموان ابن داؤد رئیس کلیر کے پاس گیا اور تمام احوال بیان کیا۔ اور کہا کہ یہ شخص دعوئی امامت کرتا ہے۔ اور جامع المسجد میں جاکر نماز میں خلل ڈالتا ہے۔ کلیر میں دستور تھا کہ رئیس کلیر مع امراء اور

اراکین خود بروز جمعہ جامع مسجد آکر قاضی تبرک کے پیچھے نماز ادا کیا کرتا تھا۔ اور مقدمات ومعاملات کا فیصلہ قاضی مذکور کی رائے پر ہوا کرتا تھا۔ چنانچہ انیسویں ۱۹ تاریخ ماہ ذی الحجہ ۶۵۲ ہجری کو ذمولانا رئیس کلیر بمعہ امراء ورؤساء واسطے ادا کرنے نماز جمعہ کے جامع مسجد میں آیا۔

صاحب کا نماز جمعہ کیلئے مسجد میں تشریف لانا

لکھا ہے کہ حضرت مخدوم پاک بھی بروز جمعہ نماز کے لئے جامع مسجد میں پہلی مرتبہ تشریف لے گئے اول صف میں منبر کے قریب جا بیٹھے جب اور لوگ نماز کو آئے اپنی جگہ خالی نہ دیکھی آپ سے کہا کہ یہاں سے اٹھکر دوسری جگہ بیٹھ جائیے آپ وہاں سے اٹھ کر دوسری جگہ جا بیٹھے۔ الغرض اسی طرح جو رئیس وامیر مسجد کے اندر آتا تھا آپ کو پیچھے ہٹاتا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ آپ کو نہایت تکلیف کے ساتھ مسجد سے باہر کر دیا آپ اژدہام خلائق سے بہت پریشان ہوئے۔ کوئی بھی آپ کا پرسان حال نہوا۔ اس کیفیت سے ثابت ہوتا ہے کہ جامع مسجد میں علماء مشائخ اور امیر ووزیر وغیرہ کے مصلے حسب مراتب پہلے ہی سے قائم ہوں گے۔ ہر کوئی اپنی جگہ بیٹھتا ہوگا

لہذا آپ مسجد سے باہر تشریف لے آئے اہل مسجد کو ہدایت فرمانے لگے اور بہاؤ الدین وجمال روغن گر جو آپ سے بہت ہی محبت رکھتے تھے باآواز بلند کہنے لگے کہ اے لوگو آپ اس شہر کے صاحب ولایت ہیں آپ کی فرمانبرداری تم سب پر لازم ہے اس کلام کے سنتے ہی اس ناعاقبت اندیش جماعت نے یکبارگی شورش کرکے کہا کہ یہ کیونکہ معلوم ہوا کہ آپ یہاں کے صاحب ولایت ہیں۔ صاحب ولایت کے واسطے کچھ دلیل وثانی چاہئے۔ اس شور وغوغا کے بعد اُس روز بھی حضرت مخدوم پاک نے یہی فرمایا کہ فقیر نے اپنے پیر ومرشد سے خلافت نامہ حاصل کیا ہے اور اسی سند سے ہدایت وتعلیم طریقت کی کرتا ہے یہ بات سُن کر سب خاموش ہوگئے۔ مگر امیر کلیر نے آپ سے سوال کیا کہ اگر واقعی آپ یہاں کے صاحب ولایت ہیں تو ہماری بکری جس کا نام حرمنہ ہے اور تین ماہ سے گُم ہوگئی ہے اُس کا پتہ بتائیے کہ وہ کہاں گئی اور کس کے پاس ہے تب ہم جانیں گے کہ آپ سچے صاحب ولایت ہیں اور ہم سب آپ کے مطیع ہو جائیں گے

بکری کا بولنا

رئیس کلیر کی یہ تقریر سُن کر حضرت کی شان جلالی جوش میں آئی۔ اُسی وقت آپ نے فرمایا کہ بکری کے کھانیوالو۔ حاضر آؤ۔ چنانچہ اُسی وقت بہ ارشاد حضور ستائیس آدمی شہر کلیر میں سے نہایت پریشان حال گھبرائے ہوئے حاضر ہوئے آپ نے فرمایا کہ تم نے قیام الدین کی بکری کس جگہ ذبح کر کے بھون کے کھائی ہے۔ جُدا جُدا آواز آئی کہ میں ان اس قدر فلاں فلاں کے پیٹ میں ہوں۔ اور آدھی رات کے وقت انہوں نے مجھ کو ذبح کیا اور میرا گوشت بھون کر کھایا اور میری ہڈیاں چاہ صدرق میں ڈال دی ہیں (صدرق نامی ایک کوچہ کلیر شہر میں تھا امیر ذموان نے اُس کوچہ میں ایک کنواں نہایت گہرا کھدوایا تھا۔ جب یہ امیر کا عتاب ہوتا اُس کو اُس کنوئیں میں ڈلوایا کرتا تھا۔ لہٰذا اس کو چاہ صدرق کہتے تھے) جب ذموان نے بکری کی آواز سنی تو عرض کیا بیشک قطب الاقطاب ہیں۔ لیکن قاضی مذکور نے پھر ورغلایا اور کہا یہ شخص جادوگر ہے اور یہ سب کام جادوگری کا ہے۔ بغیر جادو کے یہ کام ہرگز نہیں ہوسکتا۔ آپ اس کی باتوں میں نہ آئیں اور اس کے کہنے پر بالکل عمل نہ کریں ورنہ سلطنت برباد ہو جائے گی۔ رئیس کلیر بھی بدگمان

ہو کر کہنے لگا کہ واقعی آپ اقطاب ہند اور صاحب ولایت نہیں بلکہ جادوگر ہیں۔ حضرت مخدوم پاک قدس سرہٗ نے تبسم کر کے فرمایا کہ الحمد للہ آج سنت حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی اس فقیر عاصی سے بھی ادا ہوئی یہ فرما کر جامع مسجد سے باہر اپنی قیام گاہ پر تشریف لے گئے۔

صابر صاحب کا حضرت بابا صاحب کو کلیر کے حالات سے مطلع فرمانا۔

الغرض حضرت صابر صاحب قدس سرہٗ اور اہل کلیر میں یہی ردوقدح ہوتا رہا ہے حضرت بار بار سمجھاتے اور تلقین فرماتے مگر قاضی تبرک محض اپنی قضاۃ کی غرض سے جناب کی ذات پاک پر دوگری و شعبدہ بازی وغیرہ وغیرہ کے الزامات رکھ کر لوگوں کو راہِ راست پر نہ آنے دیتا۔ مجبور ہو کر حضرت نے بیسویں ذی الحجہ ۶۵۲ھ ہجری کو ایک عریضہ بدست علیم اللہ ابدال حضرت پیر و مرشد قدس سرہ کی خدمت سراپا رحمت میں ارسال کیا اور رئیس کلیر و قاضی تبرک کے انحراف کا مفصل حال تحریر فرمایا۔ حضرت باباصاحب نے اس عریضہ کو پڑھ کر ارشاد فرمایا الحمد للہ علی احمد صابر نے بہت ہی صبر کیا اور خدا کا خوف کیا۔

حضرت بابا صاحب کا ایک نامہ امیر کلیر کو تحریر فرمانا اور قاضی تبرک اسکو چاک کر دینا

لکھا ہے کہ حضرت باباصاحب نے بموجب حکم حضرت احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایک فتوےٰ بحوالہ حدیث و قرآن مجید کے تحریر فرمایا اور اس پر تمام حاضرین کی مہریں لگوا کر بدست علیم اللہ ابدال قاضی تبرک کے پاس روانہ کیا چنانچہ علیم اللہ ابدال نے وہ فتویٰ قاضی تبرک کو پہونچا دیا۔ قاضی تبرک نے وہ فتویٰ پڑھ کر چاک کر دیا اور اُس کی پست پر یہ جواب لکھا دیا کہ تمہارے خلیفہ کو ہم کس طرح امام مقرر کر سکتے ہیں کیونکہ یہاں قدیم سے ہماری امامت چلی آئی ہے اور آپ کا قول بھی ہمارے یقین کو کافی نہیں ہے" آپ کے پاس بھجوا دیا آپ نے چاک شدہ فتویٰ کو لے کر آنکھوں پر لگایا اور بوسہ دیا تعظیم کی اور سر مبارک پر رکھا اور فتویٰ لانے والے سے ارشاد فرمایا کہ بھائی تم قاضی سے کہدینا کہ چاک کرنے سے کیا حاصل ہوا اگر اس کو بغیر چاک کئے فقیر کے پاس بھیجدیتے تو کیا مبارک ہوتا۔ اب تم اس بات یاد رکھو کہ تم نے میرے مولا کے کتبہ کو چاک کیا ہے اس کے عوض میں تم تمام لوگوں کے نام مع شہر کلیر کے لوح محفوظ سے مٹا دیتے ہیں۔

چاک شدہ فتویٰ کو صابر صاحب کا باباصاحب کی خدمت میں روانہ کرنا

منقول ہے کہ جناب مخدوم پاک قدس سرہ نے بروز چہارشنبہ چوبیسویں ذی الحجہ سنہ ۶۵۲ہجری بعد نماز ظہر اپنی عرضی کے ساتھ ہی وہ فتویٰ چاک شدہ پیر و مرشد جناب باباصاحب کی خدمت اقدس میں بدست علیم اللہ ابدال روانہ فرمایا۔ چنانچہ علیم اللہ ابدال عرضی مذکور کو لے کر اسم اعظم چشتیہ تلاوت کرتے ہوئے اُسی روز پاکپتن شریف پہنچ گئے۔ اور حضرت بابا صاحب قدس سرہٗ کے حضور میں وہ نامہ پیش کر دیا آپ نے اس عرضی کو پڑھ کر اور چاک شدہ نامہ کو دیکھ کر ایک نامہ ذمہ واران رئیس کلیر کو اس مضمون کا تحریر فرمایا کہ تجھ کو خداوند کریم نے والی شہر گردانا ہے اور مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کو امام مقرر فرمایا ہے۔ بہتر ہے کہ تم مخدوم صابر کی فرمانبرداری اور عزت کرو اور ہمیشہ مطیع رہو۔ ورنہ تاحشر پشیمانی اُٹھاتے رہو گے۔ تم میرے مخدوم پاک کو آل نبی اور اولاد علی

سمجھ کر اطاعت کرو۔ یہی حکم رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ اکرمو اولادی صالحون للہ والطالحون لی۔ مگر افسوس ہے کہ تم بمقابلہ آل نبی و اولاد علی کے امام بنتے ہو اگر علاؤالدین صابر سے انحراف کروگے تو پچتاؤ گے چنانچہ اللہ جل جلالہ وعم نوالہ صریحاً کلام مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔ ترجمہ۔ فرمانبرداری کرو اللہ کی اور کہا مانو رسول کا اور صاحبوں حکم کے تم میں سے بعد ختم نامہ کے مہر لگا کر علیم اللہ ابدال کو دیدیا اور ارشاد فرمایا کہ یہ نامہ ذموال رئیس کو جا کر دیدو۔ آپ نے اسی روز عصر کی نماز کے بعد ذموال رئیس کلیر کے پاس پہونچا دیا اس وقت رئیس مذکور کے ہم جلیس اور بہت سے امرار ور وسار شہر معہ قاضی تبرک کے موجود تھے جس وقت ذموال رئیس نے اس نامہ کو کھول کر پڑھا تو حیران ہو گیا اور علیم اللہ ابدالؒ سے دریافت کیا کہ تم پاکپٹن شریف سے کب چلے تھے۔ تو علیم اللہ ابدال نے کہا کہ میں نے ظہر کی نماز جناب بابا صاحب کے ہمراہ پڑھی تھی اور عصر کی نماز حضرت مخدوم پاک قدس سرہ کے پاس پڑھی ہے ذموال رئیس اور تمام حاضرین مجلس متحیر ہو کر کہنے لگے کہ تم کو اللہ تعالے نے بڑی طاقت بخشی ہے علیم اللہ ابدال نے جواب دیا کہ یہ سب مرتبہ مخدوم پاک کے طفیل مجھ کو حاصل ہے۔ الحاصل ذموال رئیس کلیر نے قاضی تبرک سے مشورہ کیا۔ قاضی نے پھر اغوا سے کام لیا اور ذموال سے کہا کہ اس نامہ کو چاک کر کے ان کے خلیفہ کے پاس بھیجدو اور اس کی پشت پر لکھدو کہ "جیسا ہوگا دیکھا جائے گا" قاضی کے کہنے سے ذموال نے اپنے ہاتھ سے حضرت بابا صاحب کے نامۂ مبارک کو چاک کر ڈالا اور اس کی پشت پر قاضی مذکور کے کہنے کے مطابق لکھ کر آپ کے پاس بھجوا دیا آپ نے یہ چاک شدہ نامہ بھی اور ایک عرضی میں یہ مضمون کہ حضرت فقیر پر نہایت صدمہ ہے اور ہر وقت الہام ہوتا ہے حضور انور کو تمام حال روشن ہے جلد اس صدمۂ عظیم سے رہائی فرمائیے ورنہ فقیر کی بیماری طول پکڑ جائیگی اور علاج مشکل ہو جائے گا۔ آئندہ جو حضور انور کا ارشاد ہو مجھ کو بسر و چشم منظور ہے" تحریر فرما کر علیم اللہ ابدالؒ کے ہاتھ روانہ فرمایا۔ حضرت بابا صاحب نے قاضی تبرک و ذموال رئیس شہر کلیر کی یہ بیجا حرکتیں دیکھ کر مخدوم صاحب کو تحریر فرمایا کہ "بحکم خدائے عزوجل ولایت کلیر تمہاری بکری ہے چاہے اس کا گوشت کھاؤ یا دودھ پیو" حضرت علیم اللہ ابدال قدس سرہٗ نے جب حضرت بابا صاحب قدس سرہٗ کا پروانہ مخدوم پاک کو لا کر دیا تو آپ اس کو پڑھ کر بہت خوش ہوئے۔

کلیر کی بربادی اور نزولِ عذاب

لکھا ہے کہ حضرت مخدوم سید علاؤالدین علی احمد صاحب صابر قدس سرہٗ نے نویں محرم الحرام ۶۵۳ سنہ ہجری کو جمعرات کے دن صبح کے وقت ورد

سیف اللہ حرز یمانی شریف حرز مرتضوی۔ سلطان الاوراد کو بہ ترکیب قیومی روحی تلاوت فرماکر زمین کی طرف دم کیا زمین پر دم کرنے کے تھوڑی دیر بعد زمین نے جنبش کی اور کچھ دیر کے بعد زمین کو پھر ایک زلزلہ آیا۔ تب شہر کلیر کے باشندے بہت گھبرائے اور تمام مخلوق میں ہلچل پڑ گئی شہر کے لوگ بہت حیران و پریشان ہونے لگے۔ دوپہر کے وقت پھر ایک بہت سخت زلزلہ آیا۔ تب ذموان رئیس کلیر بہت گھبرایا اور فوراً قاضی تبرک کو طلب کیا اور کہا مجھ کو معلوم ہوتا ہے کہ شاید اقطاب ہند نے اپنی قوت اجلالی قہر کے لباس ملبّس کر کے دکھلائی ہو۔ چلو ان کے پاس چلیں اور اپنی جسارت کی معافی چاہیں تاکہ کہیں کوئی اور صدمہ شدید شہر پر نازل نہ ہو جائے اور تمام شہر تباہ ہو جائے اس پر قاضی مذکور نے جواب دیا کہ یہ تمام کام جادو کا ہے۔ اور جن کو آپ اقطاب ہند اور امام وقت کہتے ہیں وہ تو ایک بڑے جادوگر ہیں۔ چنانچہ ایک عورت نام جنجلہ نصرت جادوگرنی اسی شہر میں رہتی ہے اور وہ ایسے ایسے شعبدہ نما بہت کام کرتی ہے آپ اس کو بلوائیں اور اس کے کرتب دیکھیں اس وقت اس کی عمر سات سو برس کی ہے ذموان فوراً قاضی کے کہنے میں آ گیا اور اس ساحرہ کو طلب کیا اس نے بھی قاضی لعین کے قول اور مشورہ سے اتفاق کیا اور کہا اگر حکم ہو تو یہ خادمہ بھی بذریعہ سحر زمین کو جنبش دے ذموان نے اجازت دی اس ساحرہ نے بارہ مرتبہ زمین کو جنبش دی (مگر یہ زلزلے صرف حاضرین مجلس کے لئے تھے) چنانچہ

اس ساحرہ کا یہ سحر دیکھکر ذموان کو تسلی ہو گئی۔ اس وقت ذموان رئیس کلیر کی محفل میں چار سو باون سردار حاضر تھے اور قاضی کے ہمراہ انیس فاضل اجل موجود تھے الغرض جمعہ کی اذان تک سات مرتبہ زمین کلیر میں زلزلہ آیا۔

مسجد کلیر الٹ دینا

لکھا ہے کہ دسویں محرم الحرام سنہ ۶۵۳ ہجری روز عاشورا جمعہ کی اذان سنکر تمام سردار اور علماء ذموان رئیس شہر کلیر اور قاضی تبرک کے ساتھ مسجد کلیر کی طرف روانہ ہوئے او حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمد صاحب صابر قدس سرہٗ مع علیم اللہ ابدال و شیخ بہاؤالدین جامع مسجد میں تشریف لاکر مصلے پر رونق افروز ہو گئے۔ جب ذموان رئیس کلیر اور قاضی تبرک مع ہمراہیان اور تیرہ ہزار دیگر عوام الناس کے جامع مسجد میں پہونچے اس وقت حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر قدس سرہٗ نے کھڑے ہو کر پھر تلقین فرمائی اور فرمایا کہ اگر اب بھی تم مان لو تو خیر ورنہ روز قیامت تک پشیمان رہو گے اور مغفرت کبھی نہ ہوگی۔ قاضی تبرک نے کہا ہمیں بار بار آپ کیوں تنگ کرتے ہیں ہم سب لوگوں کو معلوم ہے کہ تم نے آج جادو کے زور سے سات

زلزلے دکھلائے ہیں۔ چنانچہ ہم نے ایک ساحرہ عورت آپ کے مقابلہ کے لئے تیار کرلی ہے جو کچھ آپ کو کرنا ہے کرلیں۔ ہم آپ کے پیچھے نماز نہیں پڑھیں گے آپ مصلےٰ چھوڑ دیں۔ حضرت مخدوم پاک قدس سرہٗ یہ سن کر فوراً مصلے سے علیحدہ ہوگئے اور صحن مسجد میں تشریف لے آئے مگر کسی مردود نے وہاں بھی آپ کو جگہ نہ دی یہاں تک کہ مسجد کی سیڑھیوں پر آگئے۔ شیخ بہاؤالدین آخر سیڑھی کے صف میں نماز کے واسطے کھڑے ہوگئے اور علیم اللہ ابدالؒ حضرت مخدوم صاحبؒ کے پس پشت کھڑے ہوگئے اور نماز شروع ہوگئی جب اہل جماعت رکوع میں گئے تو حضرت مخدوم صابر علیہ الرحمۃ نے زمین مسجد کو حکم دیا کہ تو بھی رکوع کر آپ کے ارشاد کے بموجب مسجد نے بھی رکوع کیا اور سب اہل مسجد سجدہ کرتے ہوئے دب گئے تمام شہر کی زمین لرزنے لگی اور تہلکہ پڑگیا۔ صدہا نخوت شعار ہلاک ہوئے۔ ہزارہا مسجد میں دب کر راہی عدم ہوئے اُس وقت آپ کی زبان مبارک سے یہ کلمات صادر ہوتے تھے یاھو یا من لیس لہ الا ھو حق حق ۔

صابر صاحب کا بہاؤالدین کو زندہ نکلوانا

اس واقعہ سے تمام شہر میں حشر برپا ہوگیا اور ہر کوئی اپنے اپنے عزیز واقارب کی تلاش میں گھبرایا ہوا پھرنے لگا تو مسماۃ گلزار دی بھی جس کے

مکان پر آپ مقیم تھے دوڑی ہوئی آئی۔ اور روکر عرض کرنے لگی یا حضرت آپ کا غلام نیر النور نظر بہاؤالدین بھی اس مسجد میں نماز کو آیا تھا۔ آپ نے علیم اللہ ابدال کو حکم دیا کہ بہاؤالدین نیچے کی سیڑھی کے نیچے ہے فوراً نکال لاؤ۔ علیم اللہ ابدال اُس کو نکال لائے۔ حضرت مخدوم صابر قدس سرہٗ نے گلزار دی کو حکم دیا کہ معہ اپنے نور چشم کے تین دن کے اندر بارہ کوس کے حد سے باہر نکل جاؤ۔ ورنہ کہیں امن نہ ملے گی اور قہر الٰہی سے بارہ بارہ کوس تک زمین جلے گی۔ بموجب ارشاد حضرت صابر کے مسماۃ گلزار دی مع چھہ کس مردوزن کے کوچ کر گئی اور بارہ کوس کی حد سے نکل گئی۔ حضرت نے اپنی جائے قیام پر تشریف لاکر ایک عریضہ مشعر بر این احوال حضرت بابا صاحب کی خدمت میں ارسال کیا اور علیم اللہ ابدالؒ کو ہدایت کی کہ واپسی پر میرے پس پشت رہنا سامنے بالکل نہ آیا

مسجد کلیر کا نقشہ

کلیر کی جامع مسجد جو جناب صابر کے حکم سے زمین میں دھنس گئی تھی۔ نہایت خوبصورت شاندار بلکہ بے مثل مسجد تھی اور اس کا نقشہ یہ تھا کہ بلندی مسجد کی زمین سے فرش نماز تک گیارہ گز تھی چنانچہ اکتیس سیڑھیاں بنی ہوئی تھیں اور ان سیڑھیوں کے اوپر ایک بڑا دروازہ

تعمیر کیا ہوا تھا اور دروازہ پر ایک زریں بلند نشان کھڑا ہوا تھا مصلے سنگ یشب کے تھے اور مصلے کے وسط میں تحریریں سنگ مقصود کی کندہ تھیں۔ بیرونی فرش کے عرض سو گز تیرہ گرہ تھا اور طول دو سو گز نو گرہ۔ در محراب دار دالان مسجد کے تیرہ اور اندرونی فرش کا عرض بیاسی گز اور طول چھیانوے گز تیرہ گرہ اور منبر سنگ یشب یاقوت نگار طلائی مینا کاری اور نقش و نگار سے مرصع تھا عرض میں دو گز اور طول میں تین گز۔ اور گنبد کلاں بالائے بام جن پر نقرئی و طلائی مرصع اور مینا کا کلس چڑھے ہوئے تھے اور چھوٹے بڑے کنگرہ تعداد میں ایک سو پانچ جن پر سنہرے اور روپہلے کلس چڑھے ہوئے اور اندرون مسجد کے در و دیوار پر سنگ ہائے رنگین کے نقش و نگار تھے۔ بیرونی فرش اور صحن میں ایک حوض طول میں سات گز اور عرض میں چار گز تھا۔ اور وضو کے واسطے آفتابے سونے اور چاندی کے بنے ہوئے تعداد میں ایک سو تھے اور تین غسل خانے مسجد کے پہلو میں بنے ہوئے تھے۔

مولانا محمد اکرام رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کا حال تحریر فرماتے ہیں (سنگہائے عمارت مسجد ہمانجا افتادہ اند) یعنی اس مسجد کے پتھر اب تک وہیں پڑے ہیں۔

کلیر میں آتش زدگی؟

کلیر میں آتشزدگی کے واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ بارہ ماہ محرم سنہ ۶۵۳ھ روز یکشنبہ کو بعد نماز تہجد اسی مقام پر جہاں اس وقت حضور کا مزار ہے آپ کھڑے ہوئے اور آتش کو حکم دیا کہ بارہ کوس ہر چہار طرف جلا دے یہ فرما کر درخت گولر کی ٹہنی پکڑ لی اور اس کی جڑ سے پشت مبارک لگا کر کھڑے ہو گئے۔ سیدھے ہاتھ کی انگشت شہادت کھڑی کر کے مٹھی بند کر لی اور قلب کے برابر ہاتھ لگا کر آسمان کی طرف دیکھا کچھ عرصہ تک اسی استغراق میں رہے۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر اپنی جائے اقامت پر جہاں اس وقت مزار موجود ہے جا کر کھڑے ہوئے اور ذرا دیر کے بعد آنکھیں کھولیں قہر کی نگاہ زمین پر پڑی نگاہ قہر کی زمین پر پڑنا تھا اور سات قدم کے فاصلہ سے آتش کا بھڑک اٹھنا فوراً زمین پھاڑ کر آگ برآمد ہو گئی۔ اور ہر چہار سمت جلاتی ہوئی بارہ کوس تک پہنچ گئی تمام چرند اور پرند زمین اور درخت اور کھیت اور مکانات و جمادات اور جس قدر سامان اس حد میں تھا جل کر خاک سیاہ ہو گیا۔ سوائے درخت گولر اور ایک اور درخت جس پر فاختہ کا آشیانہ تھا اور ایک قطعہ زمین جس میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے اور ایک قطعہ زمین

ہو جائے قیام سے غرب کو سات قدم شرق کو سترہ قدم اور شمال انیس(۱۹) قدم کے فاصلہ پر واقع ہے جن کو آپ نے امن بخشی تھی۔ بعد اس اشتعال کے حضرت مخدوم صاحب پھر گولر کے درخت کے پاس تشریف لائے اور بدستور نگاہ قہر زمین پر ڈالی زمین سے پھر آگ مشتعل ہوئی شبانہ روز چھ ہزار مرتبہ چار چار سانس کے بعد زمین سے آگ نکلتی تھی اور حدود دوبارہ کوس تک جلاتی چلی جاتی تھی چار روز کامل یہی حال رہا۔

بابا فرید صاحب کے خلفاء کا کلیر تشریف لانا

جب حضرت کا قہر حد سے تجاوز کر گیا اور اس کی خبر خلفائے حضرت شیخ فریدالدین شکر گنج قدس سرہٗ کو پہنچی تو سب کے سب مع حاضرین محفل حضرت کی مزاج پرسی کیواسطے روانہ ہو گئے۔ اس وقت آگ کے شعلے زمین سے نکل رہے تھے اور کسی صاحب عرفان کو بھی تاب نہ ہوتی تھی کہ آگے بڑھیں اور حد کے اندر قدم رکھیں۔ چنانچہ جمیع خلفاء علیہم اللہ ابدال رقبا۔ نجبا نقبا اور رجال الغیب کے جب قریب سرحد بارہ کوس کے آ گئے اور آگے گذر راستہ نہ ملا تو جناب بابا صاحب کا باطنی نام اور جناب صابر صاحب کا اسم شریف تلاوت کرنا شروع کیا۔ جس کے اثر سے بقوت روحی وہاں تک چلے آئے اور اسی طرح جملہ اولیاء اللہ حضور کے حضور میں تشریف لائے

حضرت مخدوم پاکؒ کی سیرت و خوارق

کتاب سیر الاقطاب میں لکھا ہے کہ حضرت مخدوم صاحبؒ عالم حیات میں زہد اور تقوے بہت پسند فرماتے تھے اور عزلت و تجرد سے خوش رہتے تھے سماع سے بہت ذوق رکھتے تھے جو کچھ زبان مبارک سے فرماتے فوراً ہو جاتا۔ ذرا دیر نہ ہوتی۔ جذبہ الٰہی بے انتہا تھا۔ شان جلالی بڑھی ہوئی تھی۔ ہر لحظہ یاد الٰہی میں مصروف رہتے تھے دنیا اور اہل دنیا کی طرف ہرگز متوجہ نہ ہوتے تھے۔ بعد جل جانے کلیر کے آپ کا جلال اس قدر بڑھ گیا تھا کہ کوئی شخص خوف کے مارے پاس نہیں آسکتا تھا اور جس طرف زمین پر نظر ڈالتے آگ کے شعلے بھڑکنے لگتے وحوش وطیور آپ کے انیس و جلیس رہتے تھے اور آپ کے دروازہ پر شیر پڑے رہا کرتے تھے اور جاروب کشی کیا کرتے تھے۔ تباہی کلیر کے بعد آپ بارہ برس کامل گولر پکڑے کھڑے رہے۔

حلیہ مبارک حضرت مخدوم علی احمد صابرؒ

بادشاہ دوجہاں حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر قدس سرہٗ کا حلیہ مبارک کتب معتبرہ میں یوں لکھا ہے کہ آپ کا قد مبارک درمیانی تھا نہ بہت لانبا نہ بہت ٹھگنا اور سیدھا۔ آپ نہایت لاغر اور نحیف بدن تھے۔ ایک سر مبارک بحیثیت جسم ذرا بڑا تھا فرق مبارک پر تمام بال سیاہ تھے جو زمانہ طفلی سے کبھی ترشوائے نہیں گئے تھے اور نہ کبھی ان میں کنگھی کی گئی تھی۔ آپ کے گوش مبارک کشادہ اور بڑے بڑے تھے۔ آپ کی پیشانی بلند اور کشادہ تھی۔ ابروئے مبارک کشادہ اور دراز۔ آنکھیں سیاہ نہایت بڑی بڑی بادام کے انداز کی۔ بینی مبارک بلند۔ چہرہ درخشاں عرض وطول میں متوسط۔ عارض یعنی رخسارے مبارک نور افشاں۔ باریک لب اور تنگ دہان کشادہ اور متوسط۔ دندان مبارک باریک زبان نہایت خوش الحان اور زیر زنخدان موئے محاسن باریک اور نرم اور سیاہ۔ گردن لانبی۔ شانہ مبارک کشادہ سینہ بزرگ و فراخ۔ دراز دست۔ طویل پنجہ۔ انگلیاں لانبی۔ ناخن نہایت صاف وابدار۔ پتلی کمر۔ درمیان سینہ اور ناف کے باریک اور سیاہ اور نرم بال۔ پس پشت دائیں شانے کے نیچے جگر کے اوپر مہر ولایت بخط باریک یہ الفاظ "ھٰذا ولی اللہ"

گندہ تھی۔ پائے مبارک سیدھے نہایت موزوں۔ پنجہ پائے مبارک چوڑا۔ انگشت پا باریک اور لانبی۔

لباس صابری

آپ کی پوشاک ہمیشہ یہ رہتی تھی کہ ایک تہ بند۔ اور ایک خرقہ رنگین برنگ گل ارمنی ہوتا۔ جب تک پاکپٹن شریف میں قیام پذیر رہے تو کبھی کبھی کلاہی عمامہ سر مبارک پر باندھ لیتے تھے۔ یوم ولایت سے نعلین نہیں پہنیں اور جب سے آپ کلیر میں تشریف لائے کبھی کوئی کپڑا سر پر نہیں رکھا اور زیر پائے کف مبارک سے لمعات انوار تاباں رہتے تھے۔

ذکر مولیٰ

اہل سیر لکھتے ہیں کہ کلیر ویران ہو چکا۔ اس کے رہنے والے پیوند خاک ہو چکے مکانات کھنڈر ہو گئے سر فلک عمارتیں تشت و سنگ کے تودے معلوم ہونے لگیں ہر طرف خاموشی اور سنسان رہنے کا عالم

عالم ہی عالم چھا گیا تو اس سکوت وصموم کے عالم میں وہی ایک مرد خدا مخدوم صابرؒ پورے اطمینان سے استغراق و محویت کے مزے لے رہے ہیں دنیا و مافیہا سے بے خبر ہیں مگر جمال یار کی دید کے لئے ہمہ تن چشم اور سراپا شوق ہیں اور اس جنگل میں درخت گولر کی شاخ کو پکڑے آنکھیں بند کئے محو نظارہ ہیں۔

نظر آیا تماشائے جہاں جب بند کیں آنکھیں — صفائے قلب سے پہلو میں ہم نے جام جم پایا

اُن کے ہاتھ درخت گولر کی شاخ کو مدت سے پکڑتے ہوئے ہیں مگر نہیں تھکتے۔ اُن کی پاؤں پر عرصہ تک کھڑے رہنے کے باعث بوجھ پڑا ہوا ہے۔ مگر نہیں لرزتے۔ اُن کی ٹانگیں مدت سے کھڑی ہوئی ہیں مگر نہیں خشک ہوئیں اُن کا پیٹ مدت سے خالی ہے مگر کھانا نہیں مانگتے۔ اُن کا دماغ مدت سے ایک ہی بات پر غور کر رہا ہے مگر نہیں پریشان ہوا۔ اُن کے کان کسی کے آواز کے انتظار میں ہیں۔ اور نہیں اُکتاتے۔ اُن کی آنکھیں مدت سے کسی کے دیدار کی مشتاق ہیں مگر باہر کے دروازے بند اور اندر کے کھلے ہیں کسی محبوب رعنا کی آمد کا انتظار ہے کہ نہ رات کو بیٹھا جاتا ہے نہ دن کو۔ سارے کا سارا وقت کھڑے کھڑے پورا ہوتا ہے کہ شاید وہ کس وقت آئے اور خدمت تعظیم کیلئے کھڑا اور مستعد نہ پائے۔ نیند اور اونگھ بھی انکے پاس نہیں پھٹکتے اس لئے وہ اس محبوب کریم اور آقائے قدیم کے شوق میں ہیں کہ وہ خود اپنے لئے کہتا ہے۔ لا تاخذہ سنۃ ولا نوم

صابر صاحب کے حال کی بابا صاحب کو اطلاع

لکھا ہے کہ جب استیلائے محبت اور وفور شوق کے اس حال کی اطلاع مخدوم صاحب کے پیر و مرشد جناب بابا صاحبؒ کو پہونچتی ہے اور وہ بزرگانہ شفقت اور پدرانہ عنایت سے بیقرار ہو جاتے ہیں اور مجمع احباب میں اس طرح ارشاد فرماتے ہیں۔

بابا صاحب۔ کیا تم میں کوئی ایسا بھی ہے جو میرے صابر کو بٹھا دے

یہ سنکر تمام حاضرین سکوت میں ہو جاتے ہیں اور کوئی جواب نہیں دیتا مگر خواجہ شمس الدینؒ ترک پانی پتی قدس سرہٗ دست بستہ کھڑے ہو کر اس طرح عرض کرتے ہیں۔

خواجہ شمس الدین ترک۔ یا حضرت جو میاں صابر صاحب کو بٹھائے کیا انعام پائے گا۔

بابا صاحب۔ صابر میاں صاحب کو ہی انعام میں پائے گا۔

خواجہ شمس الدین۔ اگر خدائے کریم کو منظور ہے تو یہ ناچیز فقیر اس کار اہم کو انجام دے گا۔

حضرت خواجہ شمس الدین کی کلیر کو روانگی

صاحب تاریخ لکھتے ہیں کہ اُسی وقت اجازت ورخصت دے کر یہ محبوب پیارا ترک پاکپٹن سے چل دیتا ہے اور عجیب رجاؤ بیم کی حالت میں ہے۔ کبھی کام کی عظمت دیکھ کر گھبراتا ہے۔ کبھی خدا پر بھروسہ کر کے دل کو مضبوط کرتا ہے۔ کبھی بیٹھ کر سوچنے لگتا ہے کہ دیکھیں کس طرح گذرے اور کبھی تیز دوڑ کر دل میں دعا کرتا ہے کہ اللہ شرم رکھے بڑی بات چھوٹے منہ سے نکل گئی لیکن رحمت الٰہی جوش میں آکر ارشاد کرتی ہے کہ اس بڑے کام کے لئے ہم نے تمہارا ہی انتخاب کیا ہے اور کامیابی کے پھول تمہارے دامن کے انتظار میں ہیں کہ کب تو اُس کو پھیلائے اور وہ تیرے دامن میں بھر جائیں

پیارے ترک کا کلیر میں داخلہ

الغرض خواجہ شمس الدین ترکؒ اُس جنگل میں جہاں اس شیر الٰہی کا مسکن تھا پہنچے۔ دیکھتے کیا ہیں کہ مخدوم صاحب جیسا سُنا تھا ویسا ہی بلکہ اُس سے بھی زیادہ استغراق کے عالم میں درخت گولر کی شاخ پکڑے

نقش دیوار ہوئے کھڑے ہیں نہ اپنی خبر ہے نہ غیر کی ؎

فانی بخود و برو دست باقی ہو ... این طرفہ کہ نیستند و ہستند

ایں طائفہ اند اہل توحید ... باقی ہمہ خویشتن پرستند

آخر حضرت خواجہ شمس الدین ترکؒ حضرت صابرؒ کے حضور میں حاضر ہوئے اور آپ سے دور کھڑے ہو کر اُس کلام قدیم و مستقیم قرآن مجید کی آیات قراءت و ترتیل سے تلاوت کرنا شروع کرتے ہیں جس کا دعویٰ ہے ولو ان قرانا سیرت بہ الجبال او قطعت بہ الارض او کلم بہ الموتیٰ بل اللہ الا جمیعا یعنی قرآن پاک کے اثر سے پہاڑ چل پڑتے۔ زمین ٹکڑہ ٹکڑہ ہو جاتی اور مُردے کلام کرتے سب حکومت اللہ ہی کے واسطے ہے۔

مخدوم صاحب کے کانوں میں گو کسی دوسری آواز کے سننے کی صلاحیت موجود نہیں تھی۔ پھر بھی کلام ربانی کی پُر کیف آواز کان میں پڑتے ہی چونک پڑتے ہیں اور خواجہ ترک دل ہی دل میں یہ کہتے ہیں ؎

تماشائے رُخ خورشید حد خود نمے بینم ... ہما بہتر کہ چون سایہ پس دیوار بنشینم

لیکن قرآن پاک کی تلاوت اسی خوش لہجہ اور سریلی آواز سے جاری ہے۔ آخر مخدوم صاحبؒ اپنی جمال یار سے سُست و مخمور آنکھوں کو کھول متحیرانہ نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ اس لئے ؎

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد ... بسا کین دولت از گفتار خیزد

صابر صاحب سے ہمکلامی

خواجہ شمس الدین صاحب ترک پانی پتی یہ اُمید افزا صورت حالات دیکھ کر خاموش ہو جاتے ہیں اور کلام مجید کی آیات کی تلاوت سے رُک جاتے ہیں بس یہ وقت کی اداشناسی اور خاموشی اپنا کام کر جاتی ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا مخدوم علاؤالدین علی احمد صاحب قدس سرہٗ حضرت خواجہ شمس الدین ترک سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں۔

مخدوم صاحبؒ۔ کرم کرو۔ اور رب العزت کی کچھ اور باتیں مجھے سناؤ۔

خواجہ ترکؒ۔ آپ کا ارشاد سر آنکھوں پر لیکن یہ خادم ماندگی سفر سے ازبس تھک گیا ہے اس لئے کھڑا رہنے سے معذور ہے۔

مخدوم صاحبؒ۔ میں نے کب کہا ہے کہ کھڑے ہو کر پڑھو؟ بیٹھکر پڑھو

خواجہ ترک۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ حضرت اقدس کھڑے رہیں اور خادم بیٹھ جائے جب تک آپ تشریف نہ رکھیں گے خادم نہ بیٹھے گا۔

مخدوم صاحب۔ اچھا اگر میں بھی بیٹھ جاؤں۔ پھر تو تم مجھے کلام الٰہی سنانے سے انکار نہ کرو گے۔

خواجہ ترک۔ (بیٹھکر) نواب تو میں بیٹھ گیا تم بھی بیٹھ جاؤ اور کلام مجید کی تلاوت کرو۔

چنانچہ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب ترک قدس سرہٗ نے بیٹھکر نہایت خوش الحانی سے پڑھا۔

خواجہ ترک اس بے نظیر کامیابی سے بے حد خوش ہوتے ہیں۔ اُن کے ہر بن موسے شکرانہ ایزدی سے نغمہ بلند ہوتے ہیں۔ بادا صاحب کے کلمات کہ خود میاں ہی کو انعام میں پاؤ گے۔ دل ہی دل میں دُہرائے جا رہے ہیں۔ اور مخدوم صاحبؒ کی عنایات کی امید بندھ گئی ہے عقیدتمندانہ کے جوش اور کامیابی کی خوشی میں آپ اس سوز و گداز اور درد سے چند آیات تلاوت کرتے ہیں کہ مخدوم صاحب خواجہ ترک کو اور خواجہ ترک مخدوم صاحب کو ہمیشہ کے لئے اپنا کر لیتے ہیں۔

بابا صاحب علیہ الرحمۃ کا خواجہ صاحب کے عطا فرمائے جانے کا وعدہ اس طرح پورا ہوتا ہے کہ مخدوم صاحب خواجہ ترک کو ہمہ وقت حاضر خدمت رہنے کی اجازت عنایت فرماتے ہیں اپنا مرید کرتے ہیں۔ اور دولت خلافت بخشتے ہیں اور اپنی زبان فیض ترجمان سے ارشاد فرماتے ہیں کہ اے شمس تو میرا بیٹا ہے میں نے پروردگار عالم سے دُعا کی ہے کہ میرا سلسلہ تجھ سے جاری ہو اور قیامت تک رہے اور سلسلہ صابریہ آپ ہی کے ذریعہ اجرا پاکر چاروں طرف پھیلتا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ آپ کی خدمت سراپا رحمت میں رات دن رہنے والا سوائے حضرت خواجہ شمس الدین ترک قدس سرہٗ کے اور کوئی بنی آدم میں سے نہ تھا۔

حضرت مخدوم اور حضرت محبوب الٰہیؒ

رحمہما اللہ تعالےٰ

صاحب مراۃ الاسرار فرماتے ہیں کہ حضرت سلطان المشائخ جناب شیخ نظام الدین محبوب الٰہی قدس سرہ اور حضرت سلطان الاولیا جناب سید مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب قدس سرہٗ کی باہم نہایت محبت تھی۔ ایک کو دوسرے کا پاس خاطر ہمیشہ ملحوظ رہتا اور یہ دونوں بزرگ حضرات ایک دوسرے کے فرستادوں کی بھی بہت توقیر و منزلت اور خاطر و مدارات کرتے۔ نقل ہے کہ حضرت محبوب الٰہی جب ازرانہ دوستانہ تعلقات کی بنا پر کسی خادم کو مخدوم صاحب کے یہاں بھیجتے تو فرماتے کہ حضرت کی خوب ہی تعظیم و تکریم کرنا ایسا نہ ہو کہ تمہاری کوئی حرکت ان کے مزاج لطیف کے خلاف پڑے پڑے حضرت مخدوم صاحبؒ کا بھی یہ حال تھا کہ آپ گولر کو پانی میں جوش دلا کر بغیر نمک کھاتے تھے لیکن جب حضرت محبوب کے یہاں سے مہمان یا فرستادہ آتا تو فرماتے کہ آج کھانے میں نمک ڈالدو کیونکہ ہمیں اہل دہلی کی خاطر منظور ہے۔

کراماتِ صابرؒ

منقول ہے کہ جس زمانہ میں حضرت مخدوم سید علاؤ الدین علی احمد صابر قدس سرہٗ کلیر کے جنگل میں اپنے معبود مطلوب اور مقصود خدائے وحدہٗ لاشریک کے ذکر و فکر میں بیحد استغراق رکھتے تھے۔ اور حضرت خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی قدس سرہٗ کے سوا کوئی دوسرا پاس نہ آسکتا تھا۔ ایک برات دہلی کو جاتے ہوئے آپ کی منزل گاہ کے قریب سے بہت دھوم دھام اور شور و غل کرتے ہوئے گذری۔ خواجہ شمس الدینؒ نے انکو ہر چند وہاں سے خاموشی سے ساتھ گذر جانے کو کہا لیکن وہ نہ مانے۔ اور وہیں کہیں نزدیک اُتر پڑے۔ مخدوم صاحب جو فریضہ نماز ادا کرنے کے لئے استغراق سے نکلے تو فرمایا۔

مخدوم صاحبؒ۔ شمس یہ شور و غل کیسا ہے؟

خواجہ صاحبؒ۔ حضرت یہ ایک برات کا شور و غوغا ہے۔ میں نے ہر چند انکو اس سے منع کیا لیکن وہ نہیں مانتے۔

صابر صاحبؒ۔ پھر ان کو قید ہستی سے نہیں کر دیتے۔

خواجہ صاحب۔ خاوند۔ میں ان کو کس طرح قید کروں؟

صابر صاحب۔ یہ پیالہ جو تمہارے سامنے رکھا ہے اسی کو اُلٹ دو۔ یہ سب قید ہو جائیں گے۔

یہاں پیالہ کا الٹنا تھا کہ وہاں بنی اسرائیل کی طرح برات راہ بھولی بھٹکی بند ہو گئی۔ خوب عقل دوڑائی لیکن دنوں تک نہیں بلکہ ہفتوں تک دہلی کی راہ نہ ملی برات والے تو ادھر جان سے تنگ آ گئے اور ادھر لڑکی والوں کی پریشانی حد سے گذر گئی کیونکہ برات تاریخ مقررہ پر دہلی نہ پہنچ سکی۔ ان لوگوں نے مجبوراً دولہا کے شہر کو آدمی بھیجا کہ حالات معلوم کرے۔ قاصد دولہا والوں کے ہاں جاکر اور برات کے وقت معہودہ پر سفر کرنے وغیرہ کی خبر لایا اب دونوں طرف کہرام مچ گیا۔ دولہا والے اپنی جگہ روتے دھوتے اور جان کھوتے تھے۔ دہلی میں لڑکی والوں نے حضرت محبوب الٰہی کی جناب میں حاضر ہو کر ماجرا عرض کیا اور دعا و امداد کی درخواست کی آپ کو ان کا حال زار سن کر رحم آ گیا اور فرمایا اچھا میں رات کو برات کی تلاش کروں گا۔ تم صبح آنا جب صبح کو یہ لوگ حاضر خدمت ہوئے تو ارشاد فرمایا کہ تمہاری برات کو تو مخدوم صاحب نے ان کی بے ادبی سے خفا ہو کر قید کر دیا۔ اب اُن کو تو اللہ ہی چھڑائے گا یہ سب لوگ بالحاح و زاری کہنے لگے کہ مخدوم صاحب سے عرض کرنا اور ہماری مشکل آسان کرانا سوائے حضور کے دوسرے کا کام نہیں

ان کے بار بار اصرار پر آخر حضرت محبوب الٰہی نے فرمایا کہ بعد غور و فکر میں اس کا جواب تم کو دوں گا۔ بالآخر آپ نے امیر خسرو سے رقعہ لکھوایا کہ اور فرمایا کہ یہ رقعہ خواجہ شمس الدین کو دینا اور تم مخدوم صاحب کے سامنے خود نہ جانا۔ اور برات والوں کو ہدایت کرنا کہ اگر وہ چھوٹ جائیں۔ تو صابر منزل کے بارہ بارہ کوس کے اندر باجہ نہ بجے ورنہ پھر قید ہو جانے کا خطرہ ہے۔ جب یہ رقعہ حضرت شمس الدین کو ملا تو آپ نے رقعہ پا اُس کا خلاصہ عرض کرنے کے واسطے مناسب موقع کا انتظار شروع کیا۔ ع

کہ ہنگام فرصت ندارد نگاہ ۔۔۔ حراشس بود نعمت بادشاہ

چنانچہ موقع ملنے پر عرض کیا کہ یا حضور! حضرت نظام الدین رح کا رقعہ دہلی سے آیا ہے اس پر آپ نے فرمایا۔ بہت خوب محبوب الٰہی کا؟ کیا لکھتے ہیں خواجہ صاحب نے مضمون نامہ عرض کیا فرمایا محبوب الٰہی کی شفارش منظور۔ تم اب وہ پیالہ سیدھا کر دو ادھر خواجہ صاحب نے پیالہ سیدھا کیا ادھر برات والے راہ پا گئے۔ اور عزت و آرام سے اپنی مراد کو پہنچے۔

کہتے ہیں حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین قدس سرہ کا لقب "محبوب الٰہی" اسی وقت سے مشہور ہوا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ صاحب "سیر الاقطاب" نقل کرتے ہیں کہ حضرت محبوب کے کسی مرید نے حضرت مخدوم پاک کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمارے شیخ

کے تو اس قدر مرید ہیں جتنے آسمان پر ستارے لیکن آپ نے سوائے خواجہ صاحب کے کسی اور کو مرید و خلیفہ نہیں کیا۔ یا سیر مخدوم صاحب نے ارشاد فرمایا کہ شمس یا کافی ست کہ بر ہمہ غالب ست بفضل حق سبحانہ تعالےٰ چنانچہ شمس بر انجم یعنی اللہ کے فضل سے ہمارا شمس اکیلا ہی کافی ہے اور ان سب پر اس طرح غالب ہے جیسے ستاروں پر سورج۔ مرید یہ جواب سن کر خاموش ہو گیا۔ اور جب دہلی میں آیا تو حضرت محبوب الٰہی سے سب احوال کہہ سنایا۔ آپ نے فرمایا کہ تم نے حضرت کو کیوں ناراض کیا۔ وہ مقرب الٰہی ہیں۔ خبردار پھر ایسی بات نہ کہنا اور مخدوم صاحب نے جو کچھ فرمایا بجا درست ہے۔

حضرت خسرو رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت مخدوم پاک کی خدمت میں حاضر ہونا

ایک روز حضرت امیر خسرو قدس سرہ نے حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیا کی خدمت بابرکت میں عرض کیا کہ حکم حضور ہو تو حضرت مخدوم پاک کی خدمت میں بھی قدمبوسی حاصل کر لوں۔ آپ نے

بخوشی اجازت دی چنانچہ حضرت امیر خسرو علیہ الرحمۃ کلیر شریف میں پہنچے اور حضرت مخدوم پاک سے نیاز حاصل کیا۔ آپ امیر خسرو کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ اے خسرو تیرے شیخ کے کتنے مرید ہیں۔ عرض کیا حضرت جی جتنے آسمان کے ستارے یعنی بے شمار ہیں۔ آپ نے فرمایا ہمارا تو ایک شمس ہے یہ وہ زمانہ تھا کہ حضرت مخدوم پاک قدس سرہٗ ہفتہ عشرہ کے بعد سبز پتوں یا گولریوں سے روزہ افطار فرمایا کرتے تھے جب کبھی خواہش ہوتی تو حضور اقدس کے واسطے کچی گولریاں ابال لیا کرتے تھے اور اکثر یہی معمول تھا جس وقت امیر خسرو علیہ الرحمۃ حضرت مخدوم پاک کے مہمان ہوئے تو بخیال امیر خسرو کے آپ نے خواجہ شمس الدین سے فرمایا کہ آج سے گولریوں میں نمک ڈال دیا کرو ایسا نہ ہو کہ خسرو اپنے شیخ سے جا کر شکایت کرے کہ صابر کے یہاں میری کچھ خاطر داری نہ ہوئی۔

حضرت امیر خسرو نے چند یوم خدمت سراپا رحمت حضور مخدوم پاک میں رہ کر فیوض ظاہری و باطنی حاصل کر کے رخصت طلب کی۔ بعد اجازت کے جب امیر خسرو روانہ ہوئے تو حضرت مخدوم پاک نے فرمایا کہ اے خسرو فقیر کے یہاں کا تحفہ یہی گولریاں ہیں۔ تھوڑی سی لیتے جانا۔ تیرا شیخ اگر دریافت کرے کہ کلیر سے کیا تحفہ لایا۔ تو یہ دے دینا اور ہمارا اسلام بھی کہہ دینا۔

الحاصل جب امیر خسرو دہلی میں حضرت شیخ الاولیاء محبوب الٰہی

قدس سرہٗ کی خانقاہ کے قریب پہنچے تو آپ امیر خسرو کی تعظیم کے واسطے خانقاہ سے باہر تشریف لائے اور امیر خسرو کے ہاتھ اور آنکھیں چومنے لگے اور جوش محبت میں آکر فرمانے لگے کہ ان ہاتھوں سے تو نے بھائی صابر صاحب سے مصافحہ کیا ہے اور ان آنکھوں سے تو نے دیکھا ہے میں کیوں نہ تجھ پر قربان ہو جاؤں۔ یہ تعظیم و تکریم خسرو کی نہیں تھی بلکہ حضرت صابر صاحب کی تعظیم و تکریم تھی۔ اللہ اللہ کتنی محبت اور اخلاص تھا۔ غرضکہ حضرت سلطان نظام الدین اولیا قدس سرہٗ نے باتیں دریافت کیں امیر خسرو نے جو کچھ دیکھا تھا اور کیفیت سنی تھی من و عن بیان کی آپ نے فرمایا بھائی صابر کے ہاں سے کچھ تحفہ بھی لائے۔ عرض کیا اور تحفہ جو لائے تھے پیش کیا اور کہا مجھ سے بہت خوش ہوئے اور دعا دیکر تھوڑی سی گولریاں بھی عطا فرمائیں ہیں اور آپ کو سلام بھی فرمایا ہے۔ آپ گولریاں دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ اہل مجلس کو گولریاں تبرکاً تقسیم کیں اور خود بھی تناول فرمائیں

صاحب مرأۃ الاسرار فرماتے ہیں کہ شیخ المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء قدس سرہٗ حضرت مخدوم پاک کے ہمعصر تھے اور آپ سے بہت ہی محبت رکھتے تھے اور شیخ الاولیا سے چند سال پیشتر آپ نے انتقال فرمایا ہے

یہ مظہر جمال وہ شان جمال ہیں — توحید کے مقام میں عین وصال ہیں
محبوب پاک یہ ہیں۔ وہ مخدوم پاک ہیں — یہ ہیں نظام۔ وہ صابر خصال ہیں

گر وہ ہیں بحر شیر۔ تو گنج شکر ہیں یہ — شیر و شکر کو دیکھئے کیا اتصال ہیں
دونوں ہیں اہل جنت کا سرمایۂ حیات — یہ ہیں نسیم روح وہ آب زلال ہیں
ہیں نور چشم دونوں فرید جہان کے — وہ ماہ عشق ہیں تو یہ مہر جمال ہیں
دونوں کے برگ و بار سے شاداب ہند ہے — مسعود وہ چمن یہ چمن کے نہال ہیں
دونوں کے اسم پاک میں احمد کا ہے ظہور — یاں حسن احمدی کے یہ دو خط و خال ہیں
دونوں کی ذات سے جو شکر باریاں ہوئیں — گنج شکر کے فیض کے یہ سب کمال ہیں
خوش قسمتی سے بندۂ چشتی یہ دیکھئے
الطاف دونوں ہو گے شامل زار حال ہیں

حضرت مخدوم پاک کے مرید خواجہ شمس الدین علیہ الرحمۃ کی کرامات

کتب سیر میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ شمس الدین قدس سرہٗ بیس برس کامل حضرت مخدوم پاک قدس سرہٗ کی خدمت اقدس میں رہے آپ فرماتے ہیں کہ اس مدت میں کبھی انقلاب موسم کے آثار نہیں معلوم ہوئے۔ نہ کبھی بارش ہوئی نہ کبھی سردی پڑی نہ گرمی۔ بلکہ ہمیشہ ایک سال بہار کا موسم رہتا تھا۔

منقول ہے کہ آپ کی حیات ظاہری اور قیام دنیا کی مختصر مدت ختم ہونے کے قریب پہونچی اور حضرت خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی بیس برس کامل اپنے مخدوم پاک کی خدمت سے مشرف ہو کر درجہ تکمیل حاصل کر چکے تو ایک روز حضرت مخدوم پاک قدس سرہ نے خواجہ شمس الدین سے فرمایا کہ سلطان علاء الدین دہلوی ملک دکن قلعہ امیر پر عرصہ دراز سے لڑ رہا ہے فتح نہیں ہوتا۔ تمہاری دعا سے فتح ہوگا۔ وہاں جاؤ کیونکہ تمہارے رہنے کی یہاں اجازت نہیں ہے۔ خواجہ صاحب نے نہایت آزردگی سے عرض کیا کہ حضور اقدس کی قدمبوسی پھر کب حاصل ہوگی آپ نے فرمایا کہ تمہارے پاس ہی رہونگا

لیکن بعد انتقال کے بھی انشاءاللہ ہم تم سے ملیں گے عرض کیا کہ اور اس کے بعد حضرت نے
فرمایا جس روز تم سے کرامت ظہور میں آئیگی اسی روز ہمارے مرشد بن بحکم پیر روشن ضمیر
ملک دکن میں اسم اعظم شریف کا ورد کرتے ہوئے میدان جنگ پر پہونچے اور فوج شاہی
میں بھرتی ہو گئے کہتے ہیں کہ شاہی خیمے جو میدان جنگ میں گھڑے تھے بارش وغیرہ کیوجہ
سے انکے رسے گل گئے تھے سلطان نے سوت مہیا کرنے کا حکم دیا تھا تاکہ نئے رستے تیار
کئے جائیں فوراً ملازمان سوت کی تلاش میں چاروں طرف روانہ ہوئے لکھا ہی کہ شاہی سپاہی
ایک گاؤں میں پہونچا اور حکم سلطانی سنایا کہ اسقدر سوت کی ضرورت ہے لوگ گھبرائے اور
منتشر ہوکر رونے لگے اُس قوم میں ایک لی تھا۔ اُس نے سب کو تسلی دی اور کہا کہ تم نہ گھبراؤ میں
انشاءاللہ اسکا انتظام کردونگا۔ ملازم ساتھ ہولیا وہ بزرگ اپنے گھر پہونچے ایک ملی سوت
کی سبوچہ ہانڈی میں ڈال کر اُس کے مُنہ پر کپڑا باندھکر ایک سوراخ کرکے تلی کے سوت کا
سرا باہر نکال کر سپاہی کے پاس لائے اور فرمایا بھائی اس کو لیجا اور جس قدر جی چاہے
تاگہ کو کھینچ کر رستے بنالو۔ انشاءاللہ تعالیٰ اس کا سوت کم نہو گا۔ ملازم اس سبوچہ ہانڈی
کو لے آیا اور لشکر میں آکر کھینچنا شروع کیا تو سوت کے ڈھیر لگ گئے اور کم ہونے میں نہ آیا
اس کرامات کی خبر سلطان کو پہونچی سلطان نے جو کرامات کا مشاہدہ کیا فوراً پاپیادہ اُن
بزرگ کی خدمت میں پہونچا اور بعد حصول قدمبوسی کے عرض کیا کہ میری فتحیابی کے لئے
دعا کریں۔ فرمایا جو کچھ میرے لائق خدمت تھی ادا کرچکا۔ فوج شاہی کا خدمتی میں نہیں ہوں۔
یہ خدمت جس کے سپرد ہے وہ فوج میں آگیا ہے اُس سے ایسے دعا کے خواستگار ہو۔ اگر وہ دعا
کرے تو انشاءاللہ ضرور فتح ہوگی فرمایا کہ ایک روز رات کو بارش اور آندھی زور کی آئیگی
تمام خیمے اور درخت گر جائیں مگر ایک خیمہ جو صاحب خدمت کا ہے وہ سلامت رہیگا اور اسوقت
تم تکلیف گوارا کرو گے تو ضرور صاحب خدمت سے اس ذات مذکورہ کے منتظر رہے۔

بادشاہی فتحیابی

وہ وقت آیا اور جس طرح اُن بزرگ نے فرمایا تھا بارش ہوئی اور ہوائے آندھی چلی تمام خیمے
گر گئے سلطان فوراً صاحب کی خدمت کی تلاش میں ہر طرف پھرنے لگا ایک خیمے میں چراغ جلتا
نظر آیا۔ کچھ تسلیں دل کم ہوئی قریب جاکر دیکھا تو خواجہ شمس الدین علیہ الرحمۃ تلاوت قرآن مجید
میں مشغول ہیں۔ خاموش کھڑا ہو گیا۔ جب خواجہ صاحب نے اوپر دیکھا سلطان سلام کرکے
ملتجی دعا کا ہوا آپنے دربارِ الٰہی میں ہاتھ اُٹھا کر دعا کی اور فرمایا کہ جاؤ انشاءاللہ کل صبح
تمہارا لشکر فتحیاب ہوگا۔ چنانچہ حسب ارشاد دوسرے روز افواج شاہی نے یکلخت حملہ کرکے
قلعہ امیر کو فتح کر لیا۔ تمام فوج میں آپ کی کرامت کے چرچے ہوئے۔
اب آپ کو پیر روشن ضمیر حضور مخدوم پاک کا فرمان انتقال یاد آیا۔ ملازمت ترک کی
اور کچھ پارچہ خرید کیا اور کلیر شریف روانہ ہوئے۔

وصال حضرت مخدوم پاکؒ

نفس اندر جو جاتا ہے وہ ہوتا ہے رواں واپس
جدھر سے آئے تھے ہونا ہی ہمکو بھی وہاں واپس
تعالیٰ اللہ اکبار تبہ ہے کیا درجہ ہے صابر کا
بلائے آسمانی کو کرے۔ بر آسمان واپس
ازل کے ملک سے آئے تھے یاں کس کس امنگوں سے
نجسرت جا رہے ہیں کارواں کے کارواں واپس
کرو مستانہ وار اس سے دعا اے عاشقو ملکر
نہیں ہوتی کبھی ان سے دعائے عاشقاں واپس
جو چشتی ہے بہشتی ہے یہی ہے التجا میری
نہ کرنا اپنے چشتی کو زفردوس وجناں واپس

حضرت شمس تھوڑی ہی دور شہر سے چلے تھے کہ آپ کے ٹھوکر لگی اور منھ کے بل زمین پر گر پڑے

اور گھبرا کر جو اُٹھے تو اپنے آپکو خط کلبر میں پایا۔ حضرت مخدوم قدس سرہ کی قیامگاہ کے قریب پہونچے دیکھا کہ برق جلال بصورت شمشیر لاش مبارک کے ہر چہار طرف گردش کر رہی ہے جس وقت وہ تلوار حملہ آور ہوئی آپنے اپنی آستین کو ہاتھ سے باہر بڑھا دیا۔ تلوار نے اپنا وار کیا یعنی آستین تراش کر غائب ہو گئی کہتے ہیں کہ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب کی اولاد میں یہ نشانی چلی آتی ہے کہ ایک ہاتھ کی آستین چھوٹی ہو جاتی ہے۔

تجہیز و تکفین

الغرض آپ تلوار کی سلامی کر کے آگے بڑھے تو دیکھا کہ لاش مبارک کے آگے شیر بیٹھا ہے وہ آپ کو دیکھتے ہی جنگل کو چل دیا۔ آپنے حضرت مخدوم پاک کے جسم مطہر کو غسل دیکر کفنایا اور جنازہ تیار کر کے جانماز بچھائی اور منتظر تھے کہ کوئی دوسرا آدمی ہوتا جماعت کے ساتھ نماز ادا کرتا۔ اتنے میں ایک اسپ سوار صابری لباس زیب تن کئے منھ پر نقاب ڈالے مغرب کی طرف سے آکر جانماز پر کھڑا ہو گیا اور نماز جنازہ پڑھائی۔ خواجہ شمس الدین نے جو بعد سلام کے دیکھا تو ہزارہا مقتدی نماز میں شامل پائے سب نے ملکر جنازہ کو دفن کیا اور روانہ ہوئے۔ لکھا ہے کہ جب امام صاحب اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر چلنے لگے تو خواجہ شمس الدین نے گھوڑے کی باگ پکڑ کر منھ سے نقاب اُلٹ دیا۔ دیکھا تو حضرت مخدوم پاک خود ہی ہیں۔

فنا و بقا

منقول ہے کہ حضرت خواجہ شمس الدینؒ نے حضرت مخدوم پاک علیہ الرحمۃ سے ایک مرتبہ فنا اور بقا کا راز دریافت کیا تھا آپنے فرمایا تھا کہ ہاں کسی وقت ظاہر کر دیا جائیگا۔ چنانچہ بعد وصال کے جب آپنے جنازہ کی نماز پڑھائی اور گھوڑے پر سوار ہو کر چلنے لگے اور خواجہ صاحب نے

باگ پکڑ کر نقاب اُلٹ دیا اور پہچانا کہ حضور اقدس خود ہی ہیں تو وہ مسئلہ فنا و بقا کا یاد آیا عرض کیا کہ حضرت اقدس مسئلہ فنا و بقا ظاہر نفرمایا آپنے اپنی قبر کیجانب اشارہ کر کے کہا کہ اے شمس الدین وہ فنا ہے اور یہ بقا ہے۔ الحمد للہ کہ آج وہ وعدہ بھی وفا ہوا کہ بعد انتقال کے ہم تم سے ملیں گے۔ آپ کا وصال ۱۳ ربیع الاول سنہ ۶۹۰ھ ہجری بروز پنجشنبہ واقع ہوا۔ لفظ مخدوم آپکی تاریخ وفات ہے جس سے عدد ۶۹۰ حاصل ہوتے ہیں۔ چنانچہ آپ کی ایک مختصر مگر جامع تاریخ حسب ذیل ہے۔

قطعہ تاریخ وفات حضرت مخدوم پاکؒ

چو صابر زدُنیائے دون رخت بست　　شدہ رونق افزا بخلد قدیم

شد از لفظ مخدوم وصلش عیان　　دگر کن رقم متقی سلیمؒ

صاحب خیال لات عشاق نے لکھا ہے کہ موت عام لوگوں کی اور ہے اور خاص لوگوں کی اور ہے یعنی عام کی جو موت ہے وہ موت ہے اور خاصوں کی موت لقائے حق ہے۔ بس موت اس کے واسطے ہے جو حق سے دور ہے اور جو حق سے نزدیک ہے اسکی مثال پل پر سے اترنے چڑھنے اور پھر دوست سے ملنے کی ہے۔ ملت عشاق میں دوری معشوق حقیقت ہے۔ دوزخ اور قرب سے بہشت مراد ہے

حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری قدس سرہ اکثر غیاث پور سے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہٗ کے روضۂ پاک کی زیارت کو حاضر ہوا کرتے تھے ایک دن یہ خیال ہوا کہ میری حاضری کی خبر خواجہ کو ہوتی ہے یا نہیں۔ جب قریب پہونچے دیکھا کہ آپ مجسم مزار شریف کے چبوترہ پر بیٹھے ہیں حضرت نظام الدین کو دیکھکر تبسم فرمایا اور یہ شعر زبان مبارک پر لائے۔

مرا زندہ پندار چون خویشتن　　من آیم بجاں گر تو آئی بہ تن

اے عزیز اولیاء اللہ مقبول بارگاہ الٰہی ہوتے ہیں اُنپر ہر وقت عنایت ایزدی نازل

ہوتی ہے جب یہ منتقل ہوتے ہیں تو ان کی روح بباعث مقبولیت مراتب اعلیٰ پر جاتی ہے اور جس جگہ اُنکا جسم اطہر مدفون ہوتا ہے وہاں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول ہوتا ہے اور ملائکہ کی نگہبانی ہوتی ہے جو کوئی اُن کے مزار پُر انوار پر جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہوتا ہے کہ یہ میرے پیارے کے مزار پر آیا ہے۔ وہاں کے جانیوالے پر لازم ہے کہ توحید خدا اور درود احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑھے اور جو کچھ ہو سکے صاحب مزار کی روح کو ثواب پہنچائے اور جانے کہ بزرگ مقبول بارگاہ ہیں اگر میرے حال پر توجہ ہوگی تو دربار مالک الملک میں میرے حق میں دعائے دینگے جس سے میرے گناہوں میں تخفیف ہوگی۔ اور دین و دنیا کی مرادیں بر آئینگی۔

حضرت قطب عالم گنگوہی کا کلیر حاضر ہونا اور حضرت مخدوم پاک کا

جمال اور مزار پاک پر خاص و عام کو حاضری کی اجازت

اقتباس الانوار و ثمرۃ الفواد وغیرہ کتب میں لکھا ہے کہ صابر صاحب کے وصال کے بعد چونکہ شہر کلیر ویران ہو چکا تھا۔ اور آپکے رعب و جلال سے عوام و خواص کا زہرہ پانی ہوتا تھا۔ کچھ عرصہ گذرنے پر مزار مبارک ویران ہو گیا اور جلال صابری کا یہ عالم ہوا کہ عوام کا تو ذکر ہی کیا خواص بھی باوجود کمال اشتیاق اور تمنائے قدمبوسی کے قریب نہ آسکتے تھے یہی وجہ ہے کہ ایک مدت کے بعد مزار مبارک کے ظاہری نشان تک کا بھی پتہ نہ رہا۔

جو باحوصلہ قدم ہمت اسطرف زیادہ بڑھاتا اور زیادہ پریشان ہوتا نفاوت نے لکھا ہے کہ جو کوئی بھی مخدوم صاحب کے مزار مبارک کی طرف بقصد زیارت بڑھتا دفعتاً مزار مبارک سے ایک برق نمودار ہوتی اور آگے بڑھنے والے کے حوصلہ کو پست کر کے پیچھے ہٹا دیتی اور وہ زبان حال سے پکار اٹھتا۔ ؎

اگر یک سرِ موئے برتر پرم
فروغِ تجلی بسوزد پرم

الحاصل جب دسویں صدی میں قطب العالم حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی قدس سرہ کے سلسلہ میں تھے اور چھٹے واسطہ میں آپکا شجرہ حضرت صابر صاحب سے اسطرح ملتا ہے یعنی حضرت شیخ عبد القدوس قدس سرہ مرید حضرت شیخ محمد ردولوی قدس سرہ کے وہ مرید حضرت شیخ محمد عارف صاحب کے وہ مرید حضرت شیخ عبد الحق رودلوی کے وہ مرید حضرت شیخ جلال الدین پانی پتی کے وہ مرید حضرت خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی کے وہ مرید حضرت خواجہ مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب کے لہذا آپنے اس امر میں کوشش کی اور خیال کیا کہ حضرت مخدوم پاک مزار پُر انوار کا اگر پتہ چل جائے اور روضۂ مبارک تک رسائی ہو جائے تو آئندہ کے لئے مریدین و معتقدین کے فیض حاصل کرنے کا کچھ نہ کچھ سبب ضرور ہو جائیگا چنانچہ آپ بجانب کلیر شریف برائے زیارت روضۂ مخدوم پاک تشریف لے چلے۔ جب اُس مقام پر پہونچے جہاں جلال صابری کی برق کی چمک عازمان قدمبوسی کو ڈرا دیا کرتی تھی۔ تو حسب معمول تجلی چمکی لیکن نہ آپ ڈرے نہ گھبرائے بلکہ عرض کیا کہ یہ غلام تو حضور ہی کے خادموں کا خادم ہے اور بحکم قادر مطلق یہانتک حاضر ہوا ہے ورنہ بندہ ناچیز و حقیر کی کیا مجال تھی جو اس قدر جرأت کرتا اور حضور کی زیارت کا از حد شوق رکھتا ہے آئندہ حضور کو اختیار ہے سنتے ہی وہ برق جلال فوراً غائب ہو گئی اور شیخ کے پائے ثبات کو لغزش نہ آئی بلکہ بیش از بیش شوق سے بڑھنے لگے جب مقام مزار مبارک آدھ کوس کے فاصلہ پر رہگیا تو وہی برق جلال پہلے کی نسبت کہیں زیادہ رعب و ہیبت سے چمکی آپنے بطریق اول وہی کلمات عاجزانہ عرض کیے اسپر تجلی پھر غائب ہو گئی لیکن جب آپ روضۂ اطہر کے قریب پہنچے تو پھر با واز ہیبت ناک وہی برق جلال ظاہر ہوئی آپنے وہی کلمات نہایت عجز و انکساری کے ساتھ دست بستہ کھڑے ہو کر عرض کیے لہذا پھر غائب ہو گئی اور اُس روز سے آجتک ظاہر نہ ہوئی۔ راہِ عشق کی یہ کڑیاں جھیلنے کے بعد شیخ بکمال ادب و نیاز سراپا اشتیاق مزار مبارک پر پہونچے تو حضرت صابر صاحب قدس

انوار الرحمٰن التنویر الجنان یعنی ملفوظات مولانا عبدالرحمٰن لکھنوی میں مولانا کا کلیر شریف میں حاضر ہوکر ذکر اربعین کرنا اور چالیس روز تک رہ کر فیضیاب ہونے کا حال درج ہے۔ متواتر فاقوں سے تنگ آکر مولانا نے اپنے دو ہمراہیوں کو قرب وجوار کی آبادی میں جاکر سوال کرنے کی اجازت دی آخر ایک روز شام کے وقت گاؤں کی طرف سے ایک شخص آیا اور پوچھا کہ مولوی عبدالرحمٰن کون ہے؟ پھر تین آدمیوں کے اندازے کا کھانا اور سالن ہمارے سامنے رکھا ہم نے خوب کھایا اسی طرح وہ تیرہ روز تک ہر روز لایا کیا۔ میں جان گیا کہ یہ دعوت حضرت مخدوم پاک کی طرف سے ہے۔ تیرھویں روز طعام لانے والے نے کہا کہ دعوت کرنیوالی جنس آج تمام ہوگئی ہے۔ میں کل نہ آؤں گا۔ میں نے قیاس سے جان لیا کہ یہ رخصت کا پیغام ہے لیکن چونکہ چلہ میں ایک روز باقی تھا ایک ٹھہر کر میں نے پانی پت کا عزم کیا۔

حضرت سائیں توکل شاہ صاحب نقشبندی انبالوی کو جب پیران کلیر شریف میں حضرت کے آستانے پر حاضر ہونے کا موقع ملا تو یہ صورت پیش آئی کہ احاطہ درگاہ میں قدم رکھتے ہی لطائف میں تازگی پیدا ہوگئی۔

عالم حیات میں جب حضرت خواجہ شمس الدینؒ افطار کے وقت گولر آپکی خدمت میں لیجاتے تو آپ فرماتے "خدا کھانے پینے سے پاک ہے" پھر تھوڑی دیر کے بعد جب استغراق کم ہوجاتا فرماتے "ہاں لاؤ۔ خدا خدا ہے اور آدمی آدمی۔

ایک درویش کمال شاہ نامی مرادآبادی نے ایک مقام پر لکھا ہے کہ ایک مرتبہ دربار اقدس میں حاضر ہوا اور شب کو روضۂ مبارک کی مسجد میں غلاف سر پر ڈال کر سو رہا جب میری آنکھ کھلی تو کیا دیکھتا کہ ایک شیرنی مسجد کے دروازہ میں بیٹھی ہوئی ہے اور اس کا بچہ اُس کے پاس کھیل رہا ہے اور بار بار غلام کھینچتا ہے شیرنی اپنے بچے کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے یہ تماشہ زمانہ کلیر میں میں نے کئی مرتبہ دیکھا۔

مصنف صاحب انوار العاشقین فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے پیر ومرشد عارف باللہ حضرت حافظ محمد صابر علی سے سنا کہ ۱۸۵۷ء کے ایام غدر میں امن ہوگیا۔ اتفاقاً میں کلیر شریف میں حاضر تھا۔ ایک روز افسر فوج انگریزی کیمپ رڑکی سے خانقاہ کلیر شریف میں آیا۔ اردلی سپاہی ہمراہ تھے۔ جوتے پہنے ہوئے داخل خانقاہ ہونے لگا۔ منصب علی نام خادم نے روکا اور کہا صاحب یہاں جوتا اُتارنا چاہیئے کچھ رد وبدل کی نوبت پہونچی۔ صاحب مذکور ناخوش ہوگیا اور چھڑی ماری مگر وہ بچ گیا۔ پھر صاحب نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ یہ لوگ باغی معلوم ہوتے ہیں۔ ان کو گرفتار کرلو یہ سنکر ہم سب مہمانوں کو وہاں سے لے گئے۔ ہم تو صرف زیارت کیواسطے یہاں حاضر ہوئے تھے۔ یکایک صاحب کے پیٹ یا پسلی میں درد ہونا شروع ہوا۔ اور زیادہ ہی ہوتا گیا۔ یہانتک کہ صاحب بے قابو ہوگیا۔ اردلیوں سے کہا کہ یہ کیا جگہ ہے انہوں نے کہا یہ مسلمانوں کے پیر اور اولیا رہیں۔ آخر کہا کہ یہاں کے آدمیوں کو گرفتار نہ کرو۔ اور ہمارے واسطے جلد ڈولی لاؤ۔ تمام کو چھوڑ دیا اور خود آپ رڑکی تک جاتے ہوئے یا دہاں پہونچکر مر گیا۔

چند سال کا واقعہ ہے کہ کسی بے ادب نوجوان نے ایک طوائف سے جبکہ وہ احاطہ آستانہ مخدوم صاحب کے اندر گارہی تھی کچھ تمسخر کیا۔ فوراً حالت دگرگون ہوگئی۔ اُس نوجوان کو اسکے ورثا بحال تباہ وہاں سے لے گئے اُنکے جان بر ہونیکی اُمید سب لوگ منقطع کرچکے تھے۔

منشی محمد خاں صاحب انبالوی مرحوم ومغفور اپنا چشم دید واقعہ بیان کرتے تھے کہ میں ایک مرتبہ بار پیران کلیر شریف میں حاضر ہوکر نماز عشا کیواسطے وضو کررہا تھا دیکھا کہ ایک شیر در ... قد حضور مخدوم پاک کے روضۂ مقدسہ کی طرف سر جھکائے بیٹھا ہے یہ دیکھتے ہی اپنی جائے قیام پر جہاں میں مقیم تھا واپس آکر اکثروں سے ذکر کیا۔ اُن لوگوں سے معلوم ہوا کہ مزار مبارک پر شیر برابر حاضر ہوتا ہے۔

حافظ ملا سیٹھ عظیم الدین صاحب رئیس اجمیر شریف فرماتے ہیں کہ جناب شاہ عبدالر...

صاحب سجادہ حال کلیر شریف نے مجھ سے بیان کیا کہ جناب شاہ ظہور الحسن صاحب سجادہ مرحوم نے اُن سے فرمایا کہ میں نے اپنے زمانہ سجادگی میں ایک عجیب کرامت حضرت مخدوم پاکؒ کی یہ دیکھی کہ گھوڑوں کا ایک سوداگر دہرہ دون سے سہارنپور کے رادے سے اپنے دو گھوڑے فروخت کرنے کے لئے جا رہا تھا۔ راستہ میں کلیر شریف پڑتا تھا وہ حضرت مخدومؒ کے سلام کے لئے حاضر ہوا اور کچھ دیر یہاں قیام کیا اور یہ منت مانی کہ اگر میرے یہ دونوں گھوڑے ایک ہزار روپیہ کو فروخت ہو جائیں تو آپ کے یہاں نیاز کی دیگ پکاؤں۔ ایک چور جس نے ان گھوڑوں کو تاڑ لیا تھا وہ بھی حاضر آستانہ مخدوم پاک ہوا اور منت مانی کہ اگر سوداگر کے گھوڑوں میں سے ایک میرے قابو چڑھ جائے تو نیاز کی ایک دیگ پکا کر نذر کروں ایک کی منت کی دوسرے کو خبر نہ تھی اور یہ خیر ہوتی بھی کس طرح۔ سوداگر منت مان اپنے دونوں گھوڑے ہمراہ لے کر روانہ ہو گیا رڑکی اور سہارنپور کی درمیانی منزل میں شب کو گھوڑا چوری گیا۔ سوداگر سخت پریشان و متأسف ہو کر اپنے اس گھوڑے کو لے کر سہارنپور پہونچا۔ اتفاق سے اُسی روز کلکٹر صاحب سہارنپور کا گھوڑا مرا تھا انہوں نے اس سوداگر کا گھوڑا دیکھتے ہی پسند کر لیا اور ایک ہزار روپیہ دے کر خرید لیا اب ایفائے منت کے لئے دونوں ایک ہی روز آستانہ مخدوم پر دیگیں پکا کر نذر کرنے کے لئے حاضر ہوئے ایک نے زردے کی دیگ پکائی اور دوسرے نے پلاؤ کی۔ چور اور سوداگر کی فاتحہ کے وقت ملاقات ہوئی۔ دونوں ایک دوسرے سے بے خبر تھے۔ ایک نے دوسرے سے بیانہ پیش کرنے کی وجہ معلوم کی۔ جب دونوں نے ایک دوسرے کو اپنا ماجرا اور ایفائے منت کا سبب بیان کیا تو دونوں ششدر رہ گئے اور سننے والوں

پر سخت حیرت طاری ہوئی۔ معاملہ اب تصفیہ کے لئے میرے پاس لایا گیا میں نے خود تعجب سے یہ حال سُنا اور چور سے توبہ کرا کر اور سوداگر سے معافی دلا کر مزار مبارک پر جا کر دونوں کے فلاح دارین کے لئے دعا کی اور سب خوش و خورم ہو گئے۔

ملا صاحب موصوف نے اپنے ذاتی مشاہدہ اور واقفیت کی بنا پر بیان کیا کہ ایک مسلمان ڈپٹی کلکٹر ۱۹۱۵ء میں تبدیل ہو کر رڑکی آئے۔ وہ علی گڈھ کالج کے گریجوائٹ اور نئی فیشن کے دلدادہ تھے۔ سرکاری طور پر ایام عرس میں اُن کا کیمپ بھی وہاں پر تھا۔ وہ خوب کرّو فر سے آئے۔ لیکن آنے کے ساتھ ہی افسری کے سب دم خم بھول کر کفنیا گلے میں ڈال کر ادنےٰ خادم کی طرح زائرین کی خدمت میں مصروف ہو گئے اس طرح کہ کسی کو مطلقاً خیال نہ ہوتا تھا کہ یہاں کے سرکاری انتظامی افسر اور اعلیٰ عہدیدار ہیں۔ اُن کی یہ عقیدت روز افزوں بڑھ رہی اور انھوں نے درگاہ شریف کی بہت کچھ خدمات انجام دی ہیں۔

چند سال کا واقعہ ہے کہ بمبئی کے مالدار سوداگروں کی ایک جماعت عُرس کا شریف میں آئی۔ چونکہ وہ سب جوان نشۂ دولت میں چور تھے۔ دہلی سے وہ رنڈی بھی ہمراہ لی۔ اُس کو گیارہ سو روپیہ کی پشواز بھی بنا کر دی۔ اپنے قیام کے لئے چھپروں سے یہاں عمدہ آرام گاہ بنائی تھی۔ اور رات دن عیاشی میں غرق رہتے تھے لوگوں نے بہت سمجھایا کہ جلال صابری سے ڈرو۔ لیکن انہوں نے ایک نہ مانی۔ آخر ایک روز ان کے یہاں آگ لگی۔ اور وہ عصر کے وقت اور ایسے حال میں جبکہ قریب قریب گرد و پیش کہیں نام کو آگ نہ تھی۔

باوجود ہر ممکن کوشش کے اُن کا سب مال ومتاع جلکر راکھ ہوگیا لیکن وہ سب اہل وعیال بال بچے کو اُن کے پاس سوائے جسم پر پہنے ہوئے کپڑوں کے ایک حبہ بھی باقی نہ رہا اور وہ بحال تباہ کرایہ تک کو محتاج ہوکر وہاں سے گئے۔

عرس مبارک

حضرت صابر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک ہر سال گیارہویں ربیع الاول کو پیران کلیر شریف میں بڑی دھوم دھام اور شان وشوکت سے شروع ہوتا ہے جو رڑکی ضلع سہارنپور سے تین میل کے فاصلہ پر نہر گنگ کے قریب جنگل میں واقع ہے۔ عرس شریف کے موقع پر ہزاروں کیا بلکہ لاکھوں کا اجتماع ہوتا ہے اور غریب وامیر شاہ وفقیر اور گدی نشینان پنجاب وہند اور دیگر غیر ممالک سے دربار حضور میں پابرہنہ حاضر ہوکر مزار پُرانوار سے فوائد ظاہری وباطنی حاصل کرتے ہیں اور حضور سے اس قدر تصرفات وکرامات وقوع میں آتے ہیں کہ جن کے بیان کیلئے ایک دفتر چاہیئے۔ تین روز تک بڑی وسعت اور فراخی سے مہمان داری ہوتی ہے ہزارہا بندگانِ خدا اشکم سیر ہوکر کھاتے ہیں۔ ماہ ربیع الاول کی یکم تاریخ سے ہر قسم کے سوداگران حاضر ہوکر اپنی دُکانیں کھولتے ہیں۔ دسویں۔ گیارھویں۔ بارھویں تاریخ کی روشنی ہوتی ہے اور تیرھویں کو قل شریف جس میں صدہا قرآن شریف ختم ہوتے ہیں اور اُن کا ثواب صاحب مزار کی روح پاک کو پہنچایا

[illegible]

اول عرق گلاب سے اور دوبارہ پانی سے ہوتا ہے۔ القصہ جس قدر عوام الناس کی کثرت اس مزار مبارک پر ہوتی ہے کسی اور بزرگ کے مزار پر نہیں ہوتی۔

مناقب صابر رحمۃ اللہ علیہ

تجھ یہ یا مخدوم صابر چشتیوں کو ناز ہے
قادریوں کو تمہاری ذات سے اعزاز ہے

جو زبانِ پاک سے نکلا وہی بس ہو گیا
آپ کا راز عیاں ایزد کا پنہاں راز ہے

تا مرز تیرا ہے بزم اہل دل میں سر بلند
تیرا ہر خادم ہوائے عشق کا شہباز ہے

مانگ تو خالق سے جو تم چاہو حضرت کے طفیل
عاشقان صابری باب اجابت باز ہے

رتبہ والائے صابر کا بیان کامل ناظر ہو گیا
راز ہے ہر کام میں ہر فعل میں اعجاز ہے

صفات دشت کلیر جب چمن میں ہم سناتے ہیں
تو غنچے چٹکیوں میں لالہ وگل کو اڑاتے ہیں

قدم رکھنا سنبھلکر سالکو کوچہ میں صابر کے
کہ لاکھوں دل پڑے ہر گام پر آنکھیں بچھاتے ہیں

جو سنتے ہیں چمن میں ذکر روئے حضرت صابر
تو جامے میں گل وبلبل نہیں پھولے سماتے ہیں

دردِ دندانِ صابر کا تصور جب رولاتا ہے
تو اپنے مردم چشم آب گوہر میں نہاتے ہیں

پرو کر اشکِ خون ہم مو مژہ میں یاد صابر میں
دکھا کر آنکھ ہم بلبل کو کانٹوں پر لٹاتے ہیں

جو فیض حضرت صابر کا ہر سو شور سنتے ہیں
تو طفل اشک آنکھوں میں مچلتے تلملاتے ہیں

کہیں گے یا خدا خدام صابر آکے یہ کس دن
ادھر آ کا ملک ناظر شہدا انھے صابر ملاتے ہیں



جنکے دلوں میں حضرت صابر کی جا نہیں — سمجھو کہ اُن کے حال پہ فضل خدا نہیں
حور و ملک سے عالمِ جن و بشر ملک — وہ کون ہے جو عاشق صابر پیا نہیں
اے چشتیو سمجھو کہ بُستانِ مشیت میں — صابر سا دوسرا کوئی پیدا ہوا نہیں
تم لختِ دل ہو حضرتِ بابا فرید کے — تم سا جہاں میں صاحب فیض و عطا نہیں
مشکل کو میری کیجیے حل بہر خواجگان — جُز آپکے کوئی مرا مشکل کشا نہیں

اللہ کے چار حرف محمد کے چار حرف
صابر کے چار حرف سے کامل نام جدا نہیں

اے سرگروہ اولیا مخدوم صابر کلیری — اے عارفوں کے پیشوا مخدوم صابر کلیری
اے شاہ عالی مرتبت اے جاہ والا منقبت — دریائے فیض سرمدی ۔ مخدوم صابر کلیری
سلطان کلیر ہو تم ہی مقبولِ داور ہو تم ہی — اے نور چشم مصطفےٰ مخدوم صابر کلیری
اے دستگیر بیکساں اے چارہ درد نہاں — اے خواجۂ حاجت روا مخدوم صابر کلیری
پھر کر کے ہر سو تشنہ لب آیا ہوں تیرے در پہ اب — دے جامِ اُلفت کا پلا مخدوم صابر کلیری

غریب شاہ ناتواں تڑپے ہے اب تو بیجاں
کر رحم تو بہر خدا مخدوم صابر کلیری

تمت بالخیر